كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل

الحمد للہ کہ رسالہ اکسیر خاصیت کیمیا منفعت خضر راہ سالکین اعمی

نجات المومنین ۱۳۲۲ھ

مصنفہ ہادی طریق چراغ تحقیق واقف اسرار دین جناب حافظ شاہ امین ... کاتہ

مطبع انوار محمدی لکھنؤ میں طبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سزاوار بندگی ولائق پرستندگی وہ معبود برحق ہے جو کُل کائنات اور تمامی مخلوقات کا
خالق اور مسجود برحق ہے اوسی خالق نے اپنی حکمت بالغہ سے باین رفعت وشان زمین
وآسمان کو بنایا اور صنعتہاے گوناگون سے کیسے کیسے نقش ونگار بوقلمون کا جلوہ دکھایا
اور اپنی قدرت کاملہ سے اٹھارہ ہزار عالم کو عالم ظہور مین لایا اور ہر مولود کو بطرز جداگانہ خلعت
وجود مرحمت فرمایا اوسی معبود برحق اور مسجود مطلق کی عبادت ہر فرد بشر پر فرض عین ہے جسنے
اس خدمت پر کمر چست باندھی وہی سعید کونین ہے ؎ خدایا جہان بادشاہی تراست
زما خدمت آید خدائی تراست ✤ پس اوسی احکم الحاکمین ارحم الراحمین کی فرمان برداری
اور بجا آوری احکام ہر کام پر مقدم ہے جسقدر بندہ عبادت کرے وہ حق عبودیت کی نسبت
جناب احدیت مین بہت ہی کم ہے جبکہ ہمارے حضرت پیغمبر افضل البشر مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ
عِبَادَتِكَ فرمائین تو پھر ہم اوسکی بندگی کا خیال اوسکے مرتبہ کے موافق کیونکر اپنے
دلمین لائین مگر ساتھ ہی اسکے یہ ضرور ہے کہ جو بندہ اوسکی اطاعت مین ہردم شاغل ہے
وہی بندگان خاص مین داخل اور ولی کامل ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ
اوسی رب العباد کا ارشاد ہے جو اس مضمون سے غافل رہا اوسکا کیا سبب خراب

دبرباد ہے آتش دوزخ اوسپر حرام ہے جسے ہردم بجز یاد الٰہی اور کچھ نہین کام ہے ؎

ندارد کار دنیا اعتبارے	و گردارد دو روزہ یا چارے
بغفلت میگذاری روزگارے	مگر در گور خواہی کرد گارے
ورہمی خواہی درین رہ زندگی	بندگی کن بندگی کن بندگی
زندگی مقصود بہر بندگیست	زندگی بے بندگی شرمندگیست

اوسی توانا یزدان کے حبیب پاک صاحب لولاک پر تحفۂ درود تحیۂ تسلیم باہزاران تعظیم نثار ہے جسکی فرمانبرداری عین اطاعت پروردگار ہے اوسی پیغمبر افضل البشر صاحب الفرقان حبیب الرحمن کی شان مین مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ایا ہے بجز آنحضرت کے کب یہ مرتبہ کسی اور پیغمبر نے پایا ہے پس ایسے نبی الوریٰ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ نور الہدیٰ کی آل عظام و اصحاب ذوی الاحترام کی بھی محبت و اطاعت ہمپر فرض عین ہے اور اسی مین ہمارے لیے سراپا بہبود اور فخر دارین ہے انھین حضرات سرمایہ خیر و برکات کی شان مین حبیب رحمن محبوب یزدان کا یہ ارشاد ہے کہ جسنے انکی اطاعت مین سر جھکایا اوس سے میرا دل از بس شاد و مسرور ہوا اور جسنے ان سے انحراف کیا وہ میری شفاعت اور خدائے عزوجل کی رحمت سے ہر جگہ دور ہوا خصوصًا حضرات حسنین مقتدائے کونین و جناب خلفاء الرشدین المہتدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بزرگی اور فضیلت مین تمامی اُمت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے احادیث معتبرہ مین اپنے اپنے مقام پر اسکا مذکور آیا ہے ۔ اب جاننا چاہیے کہ اوس معبود برحق کے جناب مین عبادت کرنے اور اوسکی راہ پر چلنے کے دو طریق ہین صوریہ اور معنویہ صوریہ اہل شریعت کا طریقہ اور معنویہ ارباب طریقت کا شیوہ اگرچہ ظاہر مین جدا جدا یہ دو نام ہین لیکن اللہ ہی کے

یہ دونون کام ہین اگر کسی شخص نے شریعت کو اختیار کیا اور طریقت کو چھوڑ دیا تو مواخذۂ
آخرت سے بچا اور سیدھا جنت کو پہونچا مگر یہ شخص بوجہ چھوڑنے طریقت کے عبادت کی
حلاوت سے ناکام رہا اور جس شخص نے شریعت سے مُنھ موڑا اور طریقت کی طرف دوڑا
تو یہ شخص غفلت مین پڑا نہ اِدھر کا ہوا نہ اُدھر کا اسواسطے کہ شریعت حقیقت و معرفت کے
مقامات کی پہلی منزل ہے پس جو شخص پہلی منزل کو طے نکریگا وہ دوسری منزل پر کیونکر
پہونچے گا۔ اب واضح ہو کہ شریعت احکام آلٰہیہ کے ظاہری طریقہ کا نام ہے یہ ایک شارع
عام ہے جو راہ نہایت مستقیم اور بغایت بیخوف و بیبیم نہایت صاف ہے اسکے اصول
مین نہ کوئی بحث اور نہ کسی طرح کا اختلاف ہے جس شخص نے اس راہ کو اختیار کیا اوسنے
باسانی منزل مراد پر پہونچکر گوہر مقصود سے اپنے دامن کو پُر کر لیا اور طریقت فرقۂ ناجیہ
تزکیۂ باطنیہ کو کہتے ہین یعنی تصفیۂ قلب کہ اسکے اصول کی تلقین ہر خاندان مین مختلف طور
پر ہوتی ہے یہ راہ بنسبت پہلی راہ کے سخت تر دشوار گذار ہے اس راہ مین قدم رکھنے
کے لیے کسی ہادی کامل یعنی مرشد صاحب نسبت و اہل دل کی توجہ و استعانت ضرور
درکار ہے اور اس راہ سے منزل مراد پر پہونچنے کے جدا جدا طریق ہین اور اسکی پیشوی اول
چار پیر اور اونسے چودہ فریق ہین ہر ایک فرقہ مین جداگانہ طور پر رشد و ہدایت کا معمول
دستور ہے انھین چار پیر اور چودہ خانوادونکا سلسلہ تمام عالم مین معروف و مشہور ہے
پس جسکو جس خاندان سے جسطور پر حصول حقیقت و معرفت آلٰہیہ کے لیے مشقت و
ریاضت کی اجازت ہے وہ اوسی طریقہ سے مشغول بہ ہدایت اور ریاضت ہے
ہر چند کہ قایم ہونا منازل طریقت یعنی حقیقت و معرفت پر بدون توجہ و ہدایت مرشد کامل
صاحب نسبت و اہل دل کی نہایت دشوار بلکہ بغیر مددگاری و دستیاری صاحب

عرفان اس راہ دشوار گذار مین قدم رکھنا محض بے سود و بیکار ہے لیکن تاہم فراہم
ہوجانا اسباب حصول ان مطالب فیض سمات کا طالبان راہ حقیقت کے لیے نہایت عمدہ
نعمت ہے بلکہ اگر غور کیجیے تو انکا یکجا ہوجانا بھی بہت بڑی دولت ہی لہذا اس فقیر حقیر
عاجز و مسکین **محمد سراج الیقین غفر اللہ ذنوبہٗ** کے دل مین بپاس خاطر اپنے
فرزند ارجمند برخوردار عالی وقار عالم وفاضل محدث کامل قاری قرآن حاجی بیت الرحمن
مجمع شریعت وطریقت منبع حقیقت و معرفت سراج الملۃ والدین مولوی شاہ **محمد صادق
الیقین** سجادہ نشین زمرۂ اولیاء کاملین اطال اللہ عمرہ وافاض علی العالمین فیضہ کے
یہ خیال آیا اور بعض احباب نے بھی بتاکید فرمایا کہ اس عاجز کو جن جن اعمال واشغال
اور اوراد و اذکار کی اجازت اپنے حضرت فیض درجت والد ماجد پیر و مرشد برحق قبلہ وکعبہ
مطلق حقیقت و معرفت آگاہ شریعت وطریقت دستگاہ مجمع علوم صوری ومعنوی
منبع فیوض ظاہری وباطنی مقبول بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ اور چشتیہ مین پہونچی ہے اونکو قلمبند
کرکے ایک کتاب حقیقت مآب ایسی بنائی کہ متلاشے راہ حقیقت و معرفت کے لیے
وہ نسخہ نادرہ ہادی اور راہبر ہوجاے لہذا حالات مذکور الصدر کو فراہم کرکے آٹھ
باب اور سولہ فصلون پر منقسم کیا اور اس رسالۂ متبرکہ کا نام ارشاد المرشدین معروف بہ
نجات المریدین رکھدیا اللہ جل شانہ اس رسالہ کے مطالعہ وملاحظہ کرنے والون کو
فیض ظاہری وباطنی سے مالامال فرماے اور اوسکے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے طفیل وتصدق مین خاتمہ اس عاصی مؤلف کا بالخیر ہوجائے آمین یا
رب العالمین بحق محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

پہلا باب مرشد کی صفت اور حقیقت کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جو حضرات بندگان خدا سے بیعت لینے اور لوگون کے رشد و ہدایت کرنیکا قصد اپنے دل مین لائین تو اونپر لازم ہے کہ پہلے چند شرائط شرعیہ کا انتظام اپنی ذات مین مجتمع فرمائین ازآن جملہ پہلی شرط یہ ہی کہ بیعت لینے والا پیشتر عقائد و مسائل شرعیہ کی تحقیقات مین بذات خود ایسی کوشش بلیغ فرمائی تاکہ جملہ امور امر بالمعروف و تمامی نکات نہی عن المنکر سے بخوبی باخبر اور ماہر ہو جائے اسواسطے کہ بعض وقت بوجہ جہل و نادانی کے کوئی قول یا فعل انسان سے ایسا وقوع مین آتا ہے کہ جس سے ایمان اوسکا فوراً برگشتہ ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ پیر ارباب ارشاد و اسعاد کا نام ہی پھر جبکہ یہ خود ہے ہدایت و ضلالت کی تدقیق و تحقیق سے بے بہرہ و ناکام ہے تو دوسری کو کیونکر راہ راست پر لائیگا (یعنی مدد گار راہ خدا ہو ۱۲) واقعی ایسا پیر مرید کو کیا نفع پونچائیگا دوسری شرط یہ ہے کہ بیعت لینے والا بعد حصول علم عقائد اسلامیہ اور مسائل شرعیہ کے خود بھی احکام آنکا عامل ہو تاکہ اسکی رشد و ہدایت کا اثر مریدین و معتقدین کے دلون پر کامل ہو اسواسطے کہ جو شخص منہیات شرعیہ سے خود ہے اپنے کو نہ بچائیگا تو ایسے شخص کے پند و نصائح کا اثر کیونکر بندگان خدا کے دلون پر آئیگا اور تیسری شرط یہ ہے کہ بیعت لینے والے نے خود بھی کسی بزرگ صاحب اجازت سے کہ جسکا سلسلہ مثل اسناد حدیث کی ابتدا سے انتہا تک یعنی اس شخص سے تا ذات بابرکات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر پہونچا ہو اور اس اثنا مین کہین سے شبہ قطع تسلسل پیران طریقت کا واقع نہ ہوا ہو بیعت کے ہو اور اوسکی سند بھی اوس بزرگ سے لی ہو اور چوتھی شرط بہت بڑی حضرات صوفیہ کے سلسلۂ عالیہ مین یہ ہے کہ بیعت لینے والا مستند صاحب اجازت ہو یعنی اسکو خواہ

اسکی مرشد خاص نے خواہ کسی دوسرے بزرگ صاحب اجازت سے بیعت لینے کی اجازت پوچھی ہو اسواسطے کہ تصوف کا یہ مسئلہ ہے کہ جس شخص کو کسی صاحب اجازت سے بیعت لینے کی اجازت نہ پونہچی ہو تو اوس سے بیعت کرنا ہرگز صحیح وجائز نہ ہوگا مسئلہ جملہ مشائخ کا اسبات پر اتفاق ہے کہ جس شخص نے قرآن مجید اور احادیث متبرکہ کو کسی اُستاد سے با معنی نہ پڑھا ہو وہ ہرگز لوگون کو وعظ نہ کرے ایسے شخص کو لازم ہو کہ براہ احتیاط خود ایسی راہ مین قدم مارنے سے دور رہے بعضے فقراے جہال براہ غلط فہمی یہ خیال رکھتے ہین بلکہ صاف صاف بہ اعلان کہتے ہین کہ درویشی اور علم سے کیا نسبت ہے ان دونون کے درمیان منزلون کا تفاوت ہے جن حضرات کا یہ خیال ہے اون سے ہمارا یہ سوال ہے کہ سب پیرون کے پیر روشن ضمیر حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی اور سرغناے اولیاء اللہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری اور قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت بوعلی قلندر پانی پتی کہ جنکی ذات بابرکات سے ہندوستان مین فقر و درویشی کی بنیاد قائم ہوئی یہ حضرات پڑھے تھے یا جاہل ناقص تھے یا کامل اگر جاہل تھے تو مثنوی قلندریہ اور ملفوظات چشتیہ اور دلیل العارفین اور غنیۃ الطالبین او فتوح الغیب وغیرہ کا مصنف کون ہے اگر واقعی یہ کتابین انھین حضرات کی تصنیفات سے ہین تو انکا عالم ہونا ظاہر ہے پس جب یہ بزرگواران دین عالم تھے تو تم کیون اپنے عقیدہ کے برخلاف انکے فضل وکمال کے قائل ہو پس معلوم ہوا کہ تم سراپا مملو بہ جہل و نادانی اور ہمہ تن مصروف بہ دلائل لاطائل ہو جانا چاہیے کہ جب کوئی شخص کسی پیر و فقیر سے بیعت کرنیکا قصد کرے تو لازم ہے کہ چندے اوسکی صحبت مین رہے تاکہ اوسکے اوصاف حمیدہ اور عادات برگزیدہ کا حال بوجہ الکمال معلوم ہو جائے یہ اسواسطے ہے تاکہ بیعت کرنے کے بعد پیر کی نسبت

مرید کے عقیدت وارادت مین کسی طرح کا خلل نہ آنے پائے ظاہر ہے کہ جب مرید پیر کی ذات مین کسی طرح کی لغویات پائیگا تو عقیدہ اوسکا ضرور برگشتہ ہوجائیگا اور مرید ہونے کے بعد فسخ بیعت کرنا کسی حال مین ہو یہ انتہا کی خجالت وندامت وخفت اور ذلت کا باعث ہوتا ہے اور یہ فعل پیر ومرید دونون کا اعتبار کھوتا ہے خصوصًا فی زماننا لوگون نے صورت صوفیانہ اور درویشانہ بنا رکھی ہے اور مذاق درویشی سے بالکل خالی اور بے بہرہ ہین بلکہ حاصل مقصد اونکا اس صورت مین طلب مال دنیاوی اور بندگان خدا کے فریب دہی کا ہوتا ہے اکثر لوگ اونکی جال مین آجاتے ہین پھر دین ودنیا دونون کے نقصان اوٹھاتے ہین اونکی یہی مثل ہے ؎ گئے دونون جہان کے کام سے ہم + نہ ادہر کے رہے نہ اُدھر کے رہے + نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم + نہ ادھر کے رہے نہ ادہر کے رہے + ایسے ہی لوگون کے حق مین مولانائے روم فرماتے ہین ؎ چون بسے ابلیس آدم روے ہست + پس بہر دستے نشاید داد دست + زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر + تا فریبد مرغ را ان مرغ گیر + بشنود آن مرغ بانگ جنس خویش + از ہوا آید بیابد دام ونیش + اسی واسطے بزرگان دین نے ارشاد کیا ہی کہ اگر مرید پیر مین کوئی فعل قبیح دیکھے تو مرید کو لازم ہے کہ تخلیہ مین پیر سے عرض کرے کہ اس فعل سے توبہ کیجیے اور بار دیگر کبھی اس کا نام نہ لیجیے اسی طرح تین مرتبہ پیر کو سمجھائے پس اگر وہ اوس فعل سے باز آئے تو مرید کو واجب ہے کہ الانسان مرکبٌ من الخطاء والنسیان پر دھیان کرکے اپنے عقیدے پر ثابت قدم رہے ورنہ فسخ بیعت کرے بزرگان دین اپنے ملفوظات مین لکھتے ہین کہ بہتر اور اولیٰ تر یہ ہے کہ پیر صاحب باطن ہو مگر اس عاجز کے نزدیک اسوقت پر آشوب مین یہی ہزار غنیمت ہے کہ بیعت لینے والا منہیات شرعیہ اور افعال واعمال قبیحہ سے اپنے کو بچائے اور اسقدر قوت رکھتا ہو

که اپنی رشد و ہدایت کی طاقت سے مریدین و معتقدین کو شریعت و طریقت دونون کی راہ
دکھائے اس لیے که پیر ہونیکے واسطے یه ضرور لازم ہی که صاحب شریعت ہونیکے علاوہ کچھ
مذاق حقیقت و معرفت کا بھی رکھتا ہو یعنی اِس راہ کی بھی تعلیم و تلقین اچھی طور سے کرسکتا ہو
بیعت لینے والے کو لازم ہے که پہلے بذات خود راہ خدا مین ریاضت و مشقت پر کمر ہمت
باندھے اور خواہشات و لذات دُنیاوی کو ترک کرے حتی که اپنے نفس پر غالب ہو اور محبت
دُنیا کی قطعاً اپنے دل سے اُٹھا کر سچے دل سے یکسو ہو کر رضاے مولی کا ہر حال مین طالب
ہو اور مرشد ہونیکے واسطے یه بھی لازم ہی که چند روز بزرگان دین کی صحبت مین رہے اور
جسطور سے ہو اُنکے فیضان ظاہری اور باطنی سے اپنے کو بہرہ ور اور کامیاب کرے۔
حضرت شاہ اشرف لطائف مین فرماتے ہین که حضرت میر سید علی ہمدانی رحمة الله علیه
علوم ظاہری اور باطنی کے جامع تھے ایک روز آپنے حضرت شیخ شرف الدین محمود علیه
الرحمه کی خدمت بابرکت مین عرض کی که مجھے کچھ ارشاد ہو فرمایا که چار حد عالم کی سیر کر
فرماتے ہین که اُس ارشاد کی برکت سے مین نے تین مرتبه ساری دُنیا کی سیر کی اور ایک
ہزار چار سو ولی کی زیارت سے مشرف ہوا اور ہر ایک ولی کے فیضان ظاہری و باطنی
کا اثر مجھپر پہونچا حضرت مخدوم اشرف فرماتے ہین که ایک بار یه ذرۂ بیمقدار اُس آفتاب
عالمتاب کے ساتھ یعنے حضرت سید علی ہمدانی رحمة الله علیه کے ہمراہ تمام عالم مین پھرا اور اُنکی
فیضان صحبت سے اِسقدر فوائد سلوک اور عوائد صعلوک مجھے پہونچے که اگر میرے تمام جسم کے
ہر رونگٹے مین ایک ایک زبان پیدا ہو اور ہر زبان سے اُنکا شکر ادا کرون تو بھی بجاے
ہزار کے ایک بھی مجھسے ادا نہو سکے **شعر** گر برتن من زبان شود ہر موی ٭ یک شکر تو از ہزار
نتوانم کرد ٭ اور فرماتے ہین که حضرت سید علی ہمدانی موصوف الصدر ایک روز بارگاہ عالی قدر

مدینۃ الاولیا مین کہ وہان چارسو ولی ایک جلسہ مین تشریف رکھتے تھے آپ بھی اُس جلسہ مین
رونق افروز ہوئے اور مین بھی ہمراہی مین تھا جو کیفیات اور نعمات اُسوقت اُن حضرات کی
زیارت سے مجھے حاصل ہوئے اُنکا اظہار و بیان خارج از امکان ہے اور پھر فرماتے ہین کہ ایک سو
چودہ مشایخ کبار[1] اور اولیای نامدار کی خدمت فیض درجت مین مجھے حاضر رہنے کی نوبت آئی
اور اُن سب کے فیضان صحبت سے جو نعمت و دولت مین نے پائی وہ پائی اور اُن سبکے
کمال وجمال دیدۂ بصیرت سے مین نے دیکھے اور جو جو نعمات جہان جہان سے مجھے پہونچے
ہین اُن سبکا ہاتھ آنا اپنے ہی مرشد کے طفیل مین جانتا ہون اور انھین کے برکات
اور تصرفات و نعمات و عطیات کا ایک شمہ سمجھتا ہون فرماتے ہین حقا ثم حقا اگر ہر موے
تن زبان گردد و ہر زبان بصد ہزار بیان در آید یک شکر از این دولت سرمدی و حشمت ابدی
گزاردہ نشود اللہ اکبر جای غور ہے کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ بندگان خدا متلاشی راہ سولی چودہ
چودہ سو اولیاء کاملین اور اصفیای بزرگترین کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوکر خوشحال ہوتے تھے
اور نعمات ظاہری اور باطنی سے مالامال اور ایک ایک مجلس مین چار چار سو ولی خدا رونق افروز
ہوکر باہم جلسہ فرماتے تھے اور ایک زمانہ یہ ہے کہ ایک ولی بھی بظاہر نظر نہین آتا ہے اس راہ کا
جوئندہ تلاش مین پھرتے پھرتے انجام کو ہاتھ ملکر رہجاتا ہے جاننا چاہیے کہ مرشد کی ذات کیواسطے
اظہار خوارق عادات اور ظہور کرامات کی شرط نہین فقیر کی اس تقریر پر جو حضرات یقین
نہ لائین اُنکو لازم ہے کہ رفع شبہ کیواسطے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز
کے ارشاد کو قول الجمیل مین ملاحظہ فرمائین تنبیہ اکثر لوگ مرید ہونے کے قبل فقیرون اور
درویشون کا امتحان اثبات پر کیا کرتے ہین کہ آیا یہ درویش صاحب کشف و کرامت ہے
یا نہین یہ بیجا ہے اسواسطے کہ جو حضرات مجمع فضل و کمالات اور منبع کشف و کرامات ہوتے ہین

[1] کبار بالکسر بزرگان این جمع کبیر است و با لضم [illegible] ... ۱۲

وہ ہرگز اسبات کی خواہش نہین کرتے کہ ہمارا کشف وکمال کسی پر ظاھر ہو یا ہمارے راز باطنی سے کوئی شخص ماہر ہو اصل یہ ہی کہ جو کرامات حضرت اولیاء اللہ سے ظہور پاتے ہین وہ منجانب اللہ بلا قصد اُنسے وقوع مین آتے ہین اہل اللہ کو ہرگز اسبات کی پروا نہین ہوتی کہ کوئی ہمکو ولی کامل سمجھکر ہمارے پاس آئے یا ہمکو ناقص جانکر ہمسے متنفر ہو جائے پس جب اولیاء اللہ کا یہ حال ہے تو اُنکا امتحان کرنا محض بیہودہ خیال ہے دوسرے یہ کہ جب کسی شخص نے کسی ولی کا امتحان کیا اور اُسنے باوجود اہل باطن ہونے کے براہ بے پروائے اُس شخص کے امتحان پر کچھ خیال نکر کے جواب ندیا تو ضرور ہے کہ امتحان کنندہ کا عقیدہ اُس بزرگ کی جانب سے برگشتہ ہو جائیگا اور کبھی اُسکے کمال پر یقین نہ لائیگا اور بزرگان دین سے بدگمان ہونا جیسا کچھ خسر الدنیا والآخرہ کا موجب ہوتا ہے وہ ظاہر ہے دیدۂ بصیرت سے دیکھنے والا اِس کیفیت سے بخوبی ماہر ہے تیسرے اگر کسی نے کسی بزرگ کا امتحان کیا اور اُس امتحان کرنے پر اُس بزرگ کو غصہ آگیا تو غضب الٰہی ہوگیا اور مرشد کے واسطے کسی پیشہ کا اختیار کرنا عیب نہین ہے اس واسطے کہ اگر پیشہ بصدق مقال وازمال حلال ہی تو فقر کا یہی جزو اعظم یعنی اکل حلال صدق مقال ہی اور پیر کو لازم ہے کہ مرید سے زیادہ ارتباط اور بے تکلفی نفرمائے اسواسطے کہ مرید کو پیر کا بہت بڑا ادب و لحاظ چاہیے اور ظاہر ہے کہ جب کوئی کسی سے زیادہ بے تکلف ہوتا ہے تو وہ بے تکلف ہونا مرتبۂ ادب کو ہاتھ سے کھوتا ہی ہمارے حضرت جد امجد عارف باللہ حضرت مولانا شاہ نجات اللہ محب صادق قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید حضرت حافظ سعد الدین صاحب خوشنویس اور اُنکے والد ماجد حافظ محمد ابراہیم صاحب نور اللہ مرقدہما کا یہ معمول تھا کہ اپنے مرشد کے حضور مین بجز دست بستہ کھڑے رہنے کے کبھی

کسی حال مین نہین بیٹھے اکثر اوقات پہرون کھڑے رہجاتے مگر یہ کیا مجال کہ بیٹھنے کا خیال بھی
دل مین لاتے مرشد کو لازم ہے کہ طمع دنیاوی سے اپنے کو بچائے اسکا خیال بہت رہے کہ کسے
کے سامنے ہاتھ پھیلنے نہ پائے خصوصاً مریدین و معتقدین سے کبھی کسی چیز کا سوال نکرے اسبات مین
زیادہ تر مجتنب رہے اسواسطے کہ طمع دنیاوی انسان کی عظمت اور وقعت کو کھوتی ہی بیشک کمبخت
قاطع عقیدت و محبت ہوتی ہی مرشد کو لازم ہے کہ جہانتک ہوسکے مرید کو اعمال حسنہ و افعال
صالحہ کی تعلیم و تلقین فرمائے اور مرید پر واجب ہے کہ جہانتک ہوسکے پیر کی اطاعت اور فرمان بُرداری
کرے اور جان و مال سے خدمتگذاری مین حاضر رہے اور اداے حقوق مین کسیطرح قصور
نکرے معرفۃ المریدین مین حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جو شخص براہ
محبت و عقیدت اپنے پیر کیطرف نظر کریگا اور جان و دل سے خدمت بجا لائیگا تو اُسکے صلہ مین
اللہ جل شانہ اُسکو جنت مین ہزار موتی کے محل عطا فرمائیگا اور ہر محل مین ایک ایک حور زر و جواہر
بے بہا سے مرصع و معمور عنایت کریگا اور ہزار برس کی عبادت کا ثواب بیحساب اسکے نامۂ
اعمال مین لکھے گا اور بہت بڑا مرتبہ وہ شخص پائیگا کہ اللہ تعالی اُسے بیحساب جنت مین پہونچائیگا
پھر اسی جگہ ارشاد کیا کہ ایک بزرگ نے سو برس برابر اللہ جل شانہ کی اس طور سے عبادت کی
کہ ہر روز دن کو روزہ رکھتے تھے اور تمام رات قیام فرماتے تھے اور شب کو ایک لمحہ بھی نسوتے
اور کسی دم یاد الٰہی سے غافل نہوتے اور جب لوگ اُنکی زیارت کو آتے تو آپ اُنسے ارشاد
فرماتے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ یعنی اللہ جل شانہ نے ہمکو اور تمکو
اپنی عبادت کیواسطے پیدا کیا ہی پس ہم سبکو لازم ہے کہ اُسکی عبادت کے سوا اور کوئی کام
نکرین اور ہر دم اللہ ہی کی یاد مین مشغول رہین انجام کار جب اُن بزرگوار نے انتقال فرمایا تو
لوگون نے اُنھین خواب مین دیکھا اور مغفرت و نجات کا حال استفسار کیا اُنھون نے

یہ جواب دیا کہ میری کوئی مشقت و ریاضت کام نہ آئی اللہ جل شانہ نے فقط مرشد کیخدمت
کی بدولت میری مغفرت فرمائی اور ارشاد ہوا کہ پیر کیخدمت کرنا تیرا ہمکو پسند آیا لہذا تجھے زمرۂ
صالحین مقربین مین داخل فرمایا پھر ارشاد کیا کہ کل قیامت کو مومنین صدیقین و اولیاء کاملین
قبرون سے اُٹھائے جائینگے اور اُنکی کملیان اُنکے کندھون پر پڑی ہونگی اور ہر کملی مین سو ہزار
ریشے لٹکتے ہونگے پس اُن بزرگوارون کے مریدین و فرزند اُن کملیون کے ریشون مین لٹک
کر کھڑے ہو رہین گے اور تمام خلق اللہ نیکی و بدی کے حساب کتاب مین بدحواس ہمہ تن
مبتلائے ہراس ہو گی یہانتک کہ جب سبکا حساب کتاب ہو جائیگا اُسوقت اللہ جل شانہ
اُنکو یہ قوت عطا فرمائیگا کہ وہ اُسی طرح کملیون کے ریشونمین لٹکے ہوئے پل صراط پر آئینگے
اور تیس ہزار برس کی راہ طرفۃ العین مین طے کر کے بآسانی پار اوتر کر جنت کے دروازے
پر پہونچ جائینگے اور اُنکو ذرا بھی تکلیف و مصیبت نہ پہونچے گی اللہ اکبر اللہ جلشانہ
کی اپنے بندون پر کیا بڑی رحمت کیا عنایت ہی کیسی سراپا شفقت بغایت ہی حضرت
قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد حضرت خواجہ
معین الدین چشتی حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مین جسکا نام دلیل العارفین ہے
تحریر فرماتے ہین کہ ایک روز حضرت مرشد نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جب مین
سلطان المشائخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کیخدمت بابرکت مین حاضر
ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا تو آٹھ برس تک اپنے مرشد کیخدمت ایسی دلسوزی اور
جانبازی کے ساتھ کی کہ نہ دنکو دن سمجھتا تھا اور نہ رات کو رات حضرت جب سفر فرماتے
تو مین اُنکے ہمراہ ہوتا اور اُنکا بستر اور توشہ راہ اپنے دوش پر لیکر اُنکے ساتھ پھرتا
جب آٹھ برس کامل مجھسے اِس طور کیخدمت وقوع مین آئی تو مرشد نے مجھے خدمت کے

صلہ مین وہ نعمت مالامال و دولت بیزوال عطا فرمائی کہ جسکی انتہا نہین اور فرمایا جس کسی نے
جو کچھ پایا ہے اسی خدمت ہی کے بدولت ہاتھ آیا ہے پھر فرمایا کہ بھائی شیخ شہاب الدین
سہروردی کا بھی یہی حال گذرا کہ دس برس برابر اپنے مرشد کا توشہ اپنے سر پر لیکر سفر بیت اللہ
شریف مین برابر جاتے اور آتے رہے پھر بعد گذرنے دس برس کے ایکمرتبہ سفر حج سے جب
مراجعت کی نوبت آئی تو اثنای راہ مین اُنکے مرشد نے اُنکو ایسی نعمت و دولت عطا فرمائی
کہ جسکی حد و نہایت نہین یہان اسباب پر ذرا غور کرنا چاہیے کہ جو حضرات مادرزاد ولی
ہین اُنکے فیضیاب ہونے اور دولت و نعمت کے پانیکی تو یہ کیفیت ہی اور ساتھ ہی اسکے
اسباب کو دیکھنا چاہیے کہ اسوقت مین بندگان خدا جیسے کچھ شایق و طالب راہ مولی کے
ہین وہ ظاہر ہے و بالفرض اگر کوئی طالب راہ خدا کسی بزرگ یا درویش باصفا کیخدمت مین
اس نیت سے حاضر بھی ہوتا ہے تو یہی چاہتا ہے کہ نظر ڈالتی ہی بے محنت و مشقت ساری
دولت و نعمت ہاتھ آجائے اُسیوقت کوئی کمال باقی رہنے نپائے جناب امام غزالی علیہ
الرحمہ منہاج العابدین مین فرماتے ہین کہ بعض لوگ اس دولت سے ایک ساعت مین
اور بعض ایک گھڑی مین اور بعض ایک روز مین اور بعضے ایک ہفتہ مین اور بعضے ایک مہینے مین
اور بعضے ایک سال مین اور بعضے دس برس مین اور بعضے بیس برس مین اور بعضے تیس برس مین اور
بعضے چالیس برس مین اور بعضے پچاس برس مین اور بعضے ساٹھ برس مین اور بعضے ستر برس مین کامیاب ہو کر
راہ خدا کے منازل و مقامات کو طے کرتے ہین جاننا چاہیے کہ جو لوگ ایک روز ایک گھڑی اور
ہفتہ ایک ساعت مین کامیاب ہوتے ہین وہ لاکھون مین دو ایک اور جو مہینون اور برسون
مین مقصد پر پہونچتے ہین وہ ہزارون مین دو ایک اور جو نہایت مدت مین سب مقامات
طے کرتے ہین وہ سیکڑون مین دو ایک ہوتے ہین افسوس ہم سب کی غفلت پر کہ اپنی

حیات مستعار کو لہو ولعب مین صرف کرکے اوقات عزیزہ کو مفت ہاتھ سے کھوتے ہین

دوسرا باب مرید کو پند و نصائح کرنے اور راہ راست پر لانیکے بیان مین

طالب مولی پر واجب ہی کہ اول اکل حلال اور صدق مقال کا خیال بہت رکھے اور جملہ اپنے جوارح اور اعضا کو ہر طرح کی بُرائی سے روکے اور لوگون کی غیبت اور بُرائی سے بچے اِسواسطے کہ اگر اِن عیوب سے اپنے کو پاک وصاف نہ رکھے گا تو عبادت کی لذت وحلاوت اور کیفیت سے بے بہرہ رہے گا اِس لیے کہ بوجہ فسق وفجور کے کسی عمل خیر مین تاثیر نہین آنے پاتی ہے ساری محنت ومشقت برباد وضائع ہوجاتی ہے اور دوسرے نقلی اور زیادہ گوئی سے قطعًا اپنے کو بچائے اگر معاملات دنیاوی مین سے کسی سوال کے جواب کی ضرورت پیش آئے تو لازم ہے کہ ایسا مختصر جواب دے کہ فقط وہ ضرورت رفع ہوجائے بگوش ہوش اِس نقل کو سُننا چاہیے حضرت شاہ پیر محمد لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ مصالح الطالبین مین فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ بیت اللہ شریف کو چلے اثنای راہ مین ایک دوست سے ملے اُسنے اِس بات پر آپ سے التجا کی کہ میرے خادمون مین سے ایک خادم اپنے ہمراہ لیتے جایے آپکو وضو کرائیگا اور ہر طرح کی خدمت بجا لائیگا جب آپنے منظور فرمایا تو اُسنے اپنے خادمون مین سے ایک خادم معتمد کو بلا کر یہ حکم فرمایا کہ آپکو بجاے میرے سمجھ کر آپکے ساتھ جانا اور سب طرح کی خدمت بجان ودل بجا لاکر بہت آرام وراحت کے ساتھ آپکو پہونچانا اور کسی کام مین مداخلت بیجا کو دخل ندینا اور خبردار کسی بات مین آپ کو ناراض کرکے میرا بار عتاب اپنے سر پر نہ لینا آخر کار وہ خدمتگار آپکے ساتھ گیا اور ہر طرح کی خدمت سے آپکو خوش ومحظوظ کیا پھر جب آپنے اُس سفر سے مراجعت فرمائی تو اثناے راہ مین ایک روز اُس خادم سے آپکو اِس بات کے پوچھنے کی نوبت آئی کہ تونے اپنا عقد کیا ہے

یانہین اُسنے جواب دیاکہ ہان میرا عقد ہوگیا ہے اور خدا نے مجھے ایک بیٹا بھی دیا ہی یہ سُنکر
آپ خاموش ہو رہے بات رفت و گذشت ہوئی پھر جب بروقت مراجعت آپ اُس دوست
کے مکان پر تشریف لائے تو اُس نے بعد ملاقات اور استفسار دیگر حالات کے یہ استفسار
کیا کہ آپنے اِس خادم کو کیسا پایا یعنی یہ حضور کیخدمت اچھی طرح سے بجا لایا یا نہین فرمایا کہ خادم
سب باتو نمین اچھا ہے مگر زیادہ گو ہے مین نے اِس سے اِسکے عقد ہونیکا سوال کیا اِس نے
یہ جواب دیا کہ میرا عقد ہوگیا ہی اور خدا نے مجھے ایک بیٹا بھی دیا ہے میرا سوال اِس سے
فقط عقد ہونے پر تھا اِسنے بیٹا ہونیکا ذکر کیون کیا اللہ اکبر حضرات اہل اللہ کے اختصا
کلام پر یہ نظر اور ہماری زق زق وبق وبق کا حال جو شب و روز رہتا ہے وہ ظاہر ہے
عیان را چہ بیان تیسرے عزلت و گوشہ گیری اختیار کرے اہل دُنیا کی صحبت و ملاقات
سے دور و بری رہے اسواسطے کہ جب دُنیا و اہل دُنیا کی جانب رغبت ہوگی تو یہی رغبت
خارج عبادت ہوگی اور یہی دوئی عبادت مین مانع حلاوت ہوگی ظاہر ہے کہ جب دُنیا و
اہل دُنیا کی دوستی اور محبت کا خیال ہے تو عبادت کا ہونا حضور دل سے محال ہی دل
تو ایک ہی ہے دو چیز کیطرف کیونکر مشغول ہوگا اور بے مشغولی دل کا کوئی کام ہو کیونکر
مقبول ہوگا جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جس نے آخرت کو اختیار
کیا اُسکی دُنیا گئی اور جس نے دُنیا کو اختیار کیا اُسکی آخرت مین خسارا ہوا مولانا ے روم
فرماتے ہین شعر ہم خدا خواہی و ہم دنیای دون ❊ این خیال است و محال ست و جنون
اور یہ بھی خبر معتبر مین آیا ہے کہ دُنیا اللہ جل شانہ کی دشمن ہے اور طالب اہ مولی خدا کا
دوست ہی پس دوست کے دشمن کو دوست جاننا یہ کیسی خرابی اور غفلت کی بات ہے
جو شخص اللہ جل شانہ کے ساتھ محبت کا دعوے کرے اور ہمہ تن دُنیا مین مصروف رہے

تو یہ دعوی اُسکا محض باطل اور سراپا لغو و خرافات ہی عزلت کے تذکرہ مین حضرت امام
غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ حرم محترم کے مشایخ کبار مین سے مین ایک بزرگ کیخدمت
بابرکت مین کچھ حاصل کرنے کو حاضر ہوا کرتا تھا مین نے دیکھا کہ وہ بزرگ بلا عذر جمعہ اور
جماعت کے واسطے حرم شریف مین حاضر نہین ہوتے تھے جب مین نے اِسکا سبب
استفسار کیا تو یہ جواب دیا کہ اگرچہ جمعہ اور جماعت مین حاضر ہونا بہت بڑا ثواب ہے لیکن
لوگون مین ملنا اور گھر سے باہر قدم رکھنا اُس ثواب سے زیادہ موجب عذاب ہے، واقعی
راقم آثم کے نزدیک بھی یہی بات ہی گھر سے قدم باہر رکھنا ہزارون طرح کا موجب آفات ہے،
ظاہر ہے کہ جب انسان گھر سے باہر نکلتا ہے تو انواع طرح کے اشکال پیش نظر ہوتے ہین
اور وہی اشکال موجب پراگندگی دل اور سبب تیرگی بصر ہوتے ہین یعنی جب انسان کی
نظر لذات دُنیاوی کیجانب جاتی ہے تو اُنھین دیکھکر خواہش نفسانی غالب ہو آتی ہے
اور وہی خواہش انسان مین صفت حیوانیت پیدا کر کے اندھا بنا دیتی ہے اور شیطان
دشمن ایمان کہ ہر وقت تاک و گھات مین رہتا ہے موقع پاکر اپنے مکر و فریب کا جال
بچھا دیتا ہے اگر قابو چل گیا تو گرفتار کر لیتا ہے فقیر کی اِس تحریر کا حاصل یہ ہی کہ طالب مولیٰ
کو بحالت عزلت و گوشہ گیری موقع عبادت خوب آتا ہی بوجہ یکسو ہونے کے ضرور ہی
حلاوت عبادت مین پاتا ہے اور دُنیا کے چھوٹ جانے اور اُس سے علیحدہ ہونیکی تدبیر
یہ ہے کہ اُسکی برائیون اور خرابیون کو دیدۂ بصیرت سے دیکھے اور ربغو اسباب کو سمجھے کہ انسان
اِس کمبخت کے حاصل کرنے مین کیسی کیسی تکلیفین اور اذیتین اُٹھاتا ہی اور اِسکے واسطے تنہا
کی مشقت و محنت مین اپنی جان لڑاتا ہے اور ہزارون طرح کے ظلم و فساد اِسکی بدولت
پیدا ہوتے ہین حتی کہ ذری ذری سی بات پر اسکے واسطے لوگ اپنا دین و ایمان کھوتے ہین

مگر باینہمہ جسوقت یہ دُنیا سے منہ موڑتا ہی اور اپنا کل سرمایہ اوراندوختہ دوسرون کیواسطے چھوڑتا ہی تو ہم اِسپر اپنے اُن بھائیون سے اِسبات کا سوال کرتے ہین جو کہ دُنیا کے حاصل کرنے کو بہت دوست رکھتے ہین کہ پھر کچھ بھی واسطہ اُس شخص کو اپنے اُس سرمایہ اور دولت سے جو چھوڑ گیا ہے باقی رہتا ہی لاکھون کرورون بندگان خدا اِس دُنیا سے اُٹھ گئے اور ہزارون اُٹھتے جاتے ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ اُنمین سے کوئی متنفس کبھی پھر کر یہان آیا اور دُنیا کی وہ کمائی جو یہان چھوڑ گیا تھا پھر اُسکے ہاتھ آئی اور کچھ اُسمین سے پایا ہم بہت بڑا افسوس کرتے ہین اپنے اُن بھائیون کے حال پر جو کہ اِس دُنیا چندروزہ کی زیادہ محبت اپنے دل مین رکھتے ہین اور شب و روز اِسکے حاصل کرنے مین اپنی اوقات عزیزہ کو صرف کر کے اپنے کو بہت بڑا خیر خواہ خلائق جانتے ہین اور وہ مقام جہان مدام قیام رہیگا اور ذرّہ ذرّہ کا حساب دینا پڑیگا اور اِس مال و دولت جاہ و حشمت کا ہونا وہان کچھ کام نہ آئیگا بلکہ یہی مال وبال جان ہو کر دوزخ مین لے جائیگا پھر اُسوقت بجز حسرت و افسوس کے کچھ بن نہ آئیگا اِسکا خیال کچھ بھی نہین فرماتے اگر ہماری اِسبات کے جواب مین طالب دُنیا کہے کہ مال سے دولت آخرت بھی ہاتھ آتی ہے یعنے جب مال راہ خدا مین صرف کیا جاتا ہے تو صرف کرنے والا اُسکا ثواب بیحساب پاتا ہے تو اُسکے جواب مین ہم یہ کہتے ہین کہ کوئی شخص اِس دُنیا مین مال و دولت ہرگز اِس نیت سے نہین حاصل کرتا کہ یہ آخرت مین ہمارے کام آئے یا ہماری بخشش اور نجات کا وسیلہ ہوجائے بلکہ خاص دُنیاوی عیش و آرام کے لیے یہ کام انجام دیا جاتا ہے اور اِسکے مواخذہ مین عذاب آخرت لیا جاتا ہے اَلدُّنْیَا زَرُوْرٌ لَا یَحْصَلُ اِلَّا بِالزُّوْرِ وَالدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ یہ کلام حضرت خیر الانام اگر انسان کے دیدۂ بصیرت مین آئے تو کبھی اِسکے نزدیک بجائے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہین عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ
وَجَنَّةُ الْکَافِرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنے مسلم شریف مین حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ
سے روایت ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیا قید خانہ ہے ایماندار کا اور
جنت ہی کافر کی اور بھی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ
مَا فِیْهَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَمَا وَالَاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ
یعنی ترمذی شریف مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آگاہ ہو بیشک دُنیا ملعون ہے اور ملعون ہے جو کچھ دُنیا مین ہے
سوائے ذکر اللہ جل شانہ کے اور اُن چیزون کے جنکو اللہ تعالے دوست رکھتا ہے
چوتھے طالب راہ مولیٰ کو چاہیے کہ خالصًا و مخلصًا اللہ ہی کے واسطے عبادت کرے
اور اس کام مین کسیطرح کی نمایش اور ریا کو دخل نہ دے بلکہ راہ خدا مین جو ریاضت
و مشقت کرے اُسکا خیال بھی اپنے دل مین آنے نپائے اسواسطے کہ اگر اپنی محنت و مشقت
پر ذرا بھی خیال آئیگا تو نیکی برباد گناہ لازم ہو جائیگا اِسکو عُجب کہتے ہین اور عُجب کے معنے
یہ ہین کہ آدمی اپنے آپ کو اچھا جانے اور یہ سمجھے کہ مین بڑا عابد و زاہد یا متقی یا مشقتی یا
پرہیزگار یا تقوی شعار ہون تو اِس طرح کے دلی خیالات سے بھی عبادت قبول نہین
ہوتی مین نے اپنے حضرت والد ماجد پیر و مرشد برحق سے سُنا فرماتے تھے کہ حدیث شریف
مین مین نے دیکھا کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور مین حاضر ہو کر عرض
کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میری دعوت قبول فرمایے اور کل فلان وقت میرے
غریب خانہ پر تشریف لایے آپنے اُسکی التجا پذیرا فرمائی اور دوسرے روز حسب وعدہ تشریف

اُسکے مکان پر رونق افروز ہوئے اتفاقاً وہ شخص کسی ضرورت سے کہین چلا گیا تھا اور بی بی سے بتاکید کہہ گیا تھا کہ تو حضرت کیواسطے کھانا طیار کرا اور جب حضور تشریف لائین تو بڑی خاطر داری سے پیش آنا اور بکمال ادب و تعظیم کے ساتھ لوازم مہانداری بجالانا اور کہنا کہ مین بھی جلد آتا ہون یہ کہکر وہ شخص چلا گیا اور حضور حسب وعدہ اُسکے عدم موجودگی مین تشریف لائے وہ عورت بڑی ادب و تعظیم سے پیش آئی اور کمال لحاظ و پاس سے شرائط مہانداری بجالائی پھر بعد تناول طعام جس مقام پر آپ رونق افروز تھے دیکھا کہ ایک پتھر مثل جانماز کے زمین پر نصب ہے اور گھسے ہوئے گڑھے اُس پتھر مین پڑے ہوئے ہین آپ نے حال دریافت کیا اُس نے کہا کہ میرا شوہر اِس پتھر پر عبادت کرتا ہے اور اِس کثرت سے نماز پڑھتا ہے کہ رکوع و سجود وغیرہ کی جگہ مین دست و پا و پیشانی و بینی کے گڑھے پڑ گئے ہین بدریافت اس حال کے آپ بدرجہ کمال خوش ہوئے اور جناب باری تعالی مین اِس بات کا شکر ادا کیا کہ تیرے بندے میری امت مین ایسے ایسے عابد ہین کہ جنکی کثرت عبادت سے پتھر و نمین گڑھے پڑ گئے آپ اِس خوشی مین بیٹھے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ اللہ جل شانہ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ اس شخص کی عبادت کا حال دریافت ہونے سے بہت خوش ہوئے مگر ہماری بارگاہ مین ایک عبادت بھی اسکی قبول نہین ہوئی بدریافت اِس حال کے آپکو ایسا ملال ہوا کہ چشمان مبارک سے اشک جاری ہوئے اِس اثنا مین وہ صاحب خانہ آیا اور آپکے چہرۂ مبارک کو ملال سے آلودہ پایا سمجھا کہ شاید اِس شخص کی زوجہ سے کچھ گستاخی حضور مین ہوئی ہے بغور اِس خیال کے کوٹھری کے اندر چلا گیا اور وہان خنجر کو تیز کر کے باہر آیا اور بی بی کے سر کے بال پکڑ کر چاہا کہ سر کو تن سے جدا کرے آپکی نگاہ اُسپر جا پڑی فوراً دست اطہر سے اُسکا ہاتھ

روک لیا اور ارشاد کیا کہ یہ کیا حرکت ہی اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو شخص آپکو ناراض کرے وہ واجب القتل ہے آپنے فرمایا کہ اسنے مجھے نہین ناراض کیا مین اس سے بہت خوش ہون میرے ملال کا وہی سبب ہے اور چونکہ آپ رحمۃ للعالمین تھے بخیال اُسکے ملال کے وہ بات اُسپر ظاہر نہین فرمائی کہ یہ مایوس اور شکستہ خاطر ہوگا آخر جب اُسنے بہت اصرار کیا تو آپنے کیفیت واقعی کو بیان فرما دیا یہ سنتے ہی اُسکی زبان سے بے ساختہ یہ بات برآمد ہوئی کہ ہم اُسکے بندے ہین اور وہ ہمارا مالک ہی ہمکو اُسکا حکم بجالانے سے کام ہے پسند فرمانا نہ فرمانا اُسکے اختیار مین ہے جیسے ہی یہ کلمۂ اخلاص اُسکی زبان پر آیا ویسے ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ آپکو سلام کہتا ہی اور فرماتا ہے کہ ہمنے اسکی تمام عبادت آغاز سے تا انجام قبول فرمائی یہ سُنتے ہی آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میری طرف سے جناب باری تعالی مین عرض کرو کہ پیشتر عدم مقبولیت عبادت کا کیا سبب تھا اور اب مقبول ہونیکی کیا وجہ ہے ارشاد ہوا کہ ایک روز اس شخص کی نگاہ اُس پتھر کے گڑھون پر جا پڑی اور اُسکے دل مین یہ خیال گذرا کہ میری کثرت عبادت کیوجہ سے اِس پتھر مین گڑھے پڑ گئے بفور اُسکے اِس خیال کے ہمنے اُسکی ساری عبادت رد کر دی اور اب یہ کلمۂ اخلاص اُسکا کہ ہم اُسکے بندے ہین اور وہ مالک ہی بجا آوری احکام ہمارا کام ہے پسند فرمانا نہ فرمانا مالک کے اختیار مین ہے ہمین پسند آیا لہذا ہمنے اُسکی ساری عبادت کو قبول فرمایا اللہ اکبر اس بات پر غور کرنا چاہیے اس شخص نے براہ تکبر وغرور یہ خیال اپنے دل مین نکیا تھا فقط یونہین خطرہ گذر گیا تھا اُسپر تو یہ معاملہ گذرا کہ ساری عبادت رد ہو گئی اور جو لوگ براہ غرور و تکبر اپنی عبادت پر نازان ہوتے ہین اُنکی عبادت کی بیکار ہونے مین کیا کلام ہے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ مین رکھے اور اپنے بندون کو عُجب و ریا سے بچائے اور ریا اُسکو

کہتے ہین کہ آدمی اپنی شہرت اور نام آوری اور لوگونکے دکھانے سُنانیکے واسطے عبادت یا کوئی عمل خیر کرے اور اُس عبادت مین اپنی وقعت چاہے منہاج العابدین مین جناب امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ ریاکار قیامت کے دن چار نامون سے پکارا جائیگا کافر فاجر زیان کار مکّار فائدہ کافر اسواسطے کہا جائیگا کہ جب کوئی شخص اللہ جل شانہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کریگا تو ایمان کہان باقی رہے گا اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص کسی کے دکھانیکے واسطے عبادت کریگا تو درحقیقت یہ عبادت اُسی شخص کی ٹھہریگی جسکے دکھانے اور خوش کرنیکی نیت ہوگی اور فاجر اسواسطے کہا جائیگا کہ جس بات کی آرزو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مین رکھنی چاہیے وہ لوگون سے چاہی اور منفعت کی نیت رکھی اور مکّار اس واسطے کہا جائیگا کہ اس سے بڑھکر اور مکاری کیا ہوگی کہ ظاہر مین خدا کی عبادت اور باطن مین لوگونکے دکھانیکی نیت اور زیان کار اسواسطے کہا جائیگا کہ اسکی سب ریاضت ومحنت برباد ہوئی اور کچھ کام نہ آئی چنانچہ آیا ہے کہ ریاکار کی عبادت جب فرشتے اوپر لے جاتے ہین تو جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوتا ہے کہ اسکو دوزخ مین ڈال دو اسواسطے کہ نیت اس عبادت کی میرے واسطے نہ تھی بلکہ لوگونکے دکھانے اور حظ نفس اور شہرت کیواسطے تھی جناب امام علیہ الرحمہ کتاب موصوف الصدر مین فرماتے ہین کہ ایک روز ہمارے مرشد ایک عارف سے ملے اور بحالت یکجائی دیر تک آپسمین ہم سخن رہے دم رخصت مرشد نے عارف سے فرمایا کہ مجھے یاد نہین کہ اس جگہ سے زیادہ کسی مجلس مین امیدوار بیٹھا ہون عارف نے فرمایا کہ مین اس جگہ سے زیادہ کسی مجلس مین خائف نہین بیٹھا اسواسطیکہ تم اچھی اچھی باتین کرتے تھے اور قرآن مجید اور احادیث شریف کی مثالین درمیان مین لاتے تھے اور مین بھی ایسی ہی کچھ باتین تمسے کرتا تھا

پس ہم دونون مین ریا تھی یہ سُنتے ہی مرشد صاحب بہت روئے حتے کہ بیہوش ہوگئے حضرت سلیمان خواص رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ جب حضرت ابراہیم ادہم آتے ہین تو آپ اُنکی ملاقات کو کیون نہین جاتے ہین فرمایا کہ میرے نزدیک شیطان سے ملنا ابراہیم کی ملاقات سے اچھا ہے اُس شخص کو بڑا تعجب آیا کہ ایسے بزرگ کی نسبت یہ کیا کلمہ آپنے فرمایا اُسکی تسکین خاطر کے لیے آپنے ارشاد کیا کہ میان سنو جب کوئی آدمی کسی ذی رتبہ کی ملاقات کو جاتا ہے تو اُسوقت اُسکو اپنے وقار کا خیال ضرور ہی آتا ہے اور جب انسان کو اپنی وقعت کا خیال آیا اور ریا و عُجب نے وہان دخل پایا تو مدتون مین جو کیفیت ہاتھ آئی تھی وہ سب برباد اور ضائع ہوئی اور جب انسان شیطان سے ملتا ہے تو اُس سے اپنے بچاو کی فکر و تدبیر کرتا ہے اور اُس سے بچنے کی فکر بجز نیک بات اختیار کرنیکے اور کیا ہے اور جاننا چاہیے کہ عبادت کا اعلی درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کی عبادت اللہ ہی تعالے کی خوشنودی اور رضا کے لیے ہو دوزخ و بہشت سے بھی کچھ سروکار نہو امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ ریاض الصالحین مین بسند مستند روایت کرتے ہین کہ قیامت کے روز حضرات اولیاء اللہ کی تین صفین قائم کی جائینگی پہلی صف سے ایک شخص حاضر کیا جائیگا جناب باری تعالی اُس سے فرمائیگا میرے بندے تونے کس لیے عمل کیا اور میری عبادت کا پورا پورا حق بجالایا وہ عرض کرے گا یارب تونے جنت کو پیدا کیا اور اُسکے درختون کو پھولون اور نہرون اور حورون اور اُنکی عیش و آرام کو جو تونے اہل طاعت کے لیے طیار کیا ہی تو مین راتون کو بیدار رہا اور دنونکو پیاسا رہا اُسکے شوق مین اللہ تعالے فرمائیگا میرے بندے تونے جنت ہی کے لیے عمل کیا لے یہ جنت ہے تو اُسمین داخل ہو اور یہ تجھپر میرے فضل سے ہے کہ مین تجکو دوزخ سے آزاد کرتا ہون پس یہ شخص اپنے تمام ساتھیون کے ساتھ جنت مین داخل ہوگا پھر دوسری صف سے

ایک شخص حاضر کیا جائیگا ارشاد ہوگا میرے بندے تونے کس لیے عمل کیا وہ عرض کریگا یا رب
تونے دوزخ کو پیدا کیا اور اُسکی زنجیرون کو اور طوق اور بھڑکتی آگ اور گرم لپٹ اور گرم پانی
کو اور طرح طرح کے عذابون کو جو تونے اپنے دشمنون اور اہل معصیت کے لیے طیار کیا ہے
تو مین اُسکے خوف سے رات کو جاگا اور دن کو پیاسا رہا اللہ تعالے فرمائیگا میرے بندے
تونے دوزخ ہی کے ڈر سے عمل کیا تو مین نے تجھے آگ سے آزاد کیا اور یہ تجھپر میرے فضل سے
ہے کہ مین تجھے اپنی جنت مین داخل کرتا ہون پھر وہ مع اپنے ساتھیون کے جنت مین داخل
ہوگا پھر تیسری صف سے ایک آدمی حاضر کیا جائیگا اور اُس سے پوچھا جائیگا کہ میرے بندے
تونے کس لیے عمل کیا وہ عرض کریگا اے رب تیری حُب کے لیے اور تیرے شوق کیواسطے
قسم ہے تیری عزت کی مین بیشک رات کو جاگا اور دن کو پیاسا رہا تیرے شوق مین اور تیری حُب کے لیے ارشاد
ہوگا اے میرے بندے تونے میری حُب کے لیے اور میری ہی شوق مین عمل کیا پھر اللہ تبارک وتعالی اُسکے لیے تجلی
فرمائیگا اور ارشاد ہوگا کہ خبردار مین یہ ہون دیکھ میری طرف پھر فرمائیگا یہ تجھپر میرے فضل سے ہے کہ مین تجھے آگ سے
آزاد کرتا ہون اور اپنی جنت کو تیرے لیے مباح کرتا ہون اور اپنے فرشتونکی تجھے زیارت کراتا ہون
اور خود تجھپر سلام کرتا ہون پھر وہ اور اُسکے سب ساتھی جنت مین داخل ہونگے اِسکو ابن
حاتم نے اپنی تفسیر مین روایت کیا ہے مرید کو چاہیے کہ اِس بات کا عقیدہ رکھے کہ ہمکو جو کچھ
ملیگا وہ اپنے پیر سے ہاتھ آئیگا حتی کہ یہ وسیلہ ہمکو خدا تک پہونچائیگا مرید کو لازم ہے کہ اِس شعر
کے مضمون کے موافق اپنے پیر سے اعتقاد رکھے اور صدق دل سے اِسکو صحیح سمجھے ؎
پاے من جز رہ تو بر در دیگر نہ رود ٭ گر مرا سر برود عشق تو از سر نرود + باقی کسی بزرگ کی
خدمت مین حاضر ہونا اور اُسکی خدمتگذاری مین بدل وجان مصروف رہنا اور اُس سے
فیضیاب ہونا یہ عین سعادت ہی بلکہ سراپا منفعت مگر اسمین شرط یہی ہے کہ جو کچھ جس

بزرگ سے حاصل ہو اُسکا حاصل ہونا اپنے ہی مرشد کی برکت اور طفیل و تصدق مین سمجھے جیسا کہ ہم حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس اللہ سرہ کے حال مین لکھ آئے ہین تنبیہ مرید کو چاہیے کہ پیر کی شفقت و عنایت پر نازان ہو کر زیادہ گستاخ و بے تکلف نہو جائے اس لیے کہ یہ حضرات ایسے نازک مزاج ہوتے ہین کہ کبھی زری سی بات پر خوش ہو کر تاج افتخار اور خلعت وقار سے مخلع فرماتے ہین اور کبھی زری سی بات پر ایسے ناراض ہوتے ہین کہ وہی زیادہ تر نزدیکی والے بیچارے خفت و ندامت اُٹھاتے ہین مرید کو لازم ہے کہ جہان تک ہو سکے مرشد کے آداب مین قصور نکرے اور ہر کام مین خوشنودی مرشد کو مقدم سمجھے اور کوئی کام بدون اجازت مرشد کے نکرے حتی کہ کوئی وظیفہ اور نماز نفل بھی نہ پڑھے اِسکا مقصد یہ ہی کہ جس نوافل اور ذکر و شغل کی اجازت مرشد سے پونہچی ہو اُسیکو اختیار کرے اگر حسب اجازت مرشد کے ذکر و شغل کو عمل مین لائیگا تو عبادت مین حلاوت اور ریاضت و مشقت مین کیفیت خاطر خواہ پائیگا محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ الاصفی نے ایک مکتوب آداب طریقت مین تحریر فرمایا ہے اُسکی مختصر عبارت مناسب اِس مقام کی معمولات مظہریہ سے نقل کیجاتی ہے ملاحظہ ہو وہو ہذہ بدانند رعایات آداب صحبت و مراعات شرائط ضروریات این راہ ست تا راہ افادہ و استفادہ مفتوح گردد والّا فلا نتیجۃ للصحبۃ ولا ثمرۃ للمجالس یعنے بعضے از آداب و شرائط ضروریہ در معرض بیان آوردہ میشود بگوش ہوش باید شنید بدانکہ طالب را باید کہ روے دل از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ بہ پیر خود سازد و با وجود پیر بے اذن او بنوافل و اذکار نہ پردازد و در حضور او بغیر او التفات نہ نماید و بکلیہ خود متوجہ او نشیند حتی کہ بذکر ہم مشغول نشود مگر آنکہ او امر کند

وغیر نماز فرض و سنت در حضور او ادا نکند نقل کرده اند از سلطان این وقت که
وزیرش پیش او استاده بود اتفاقاً درین اثنا آن وزیر التفاتی بجانب جامۂ خود کرده
بند آنرا بدست خود راست میکرد درین حال نظر سلطان بران وزیر افتاد دید که بغیر او
متوجه ست بزبان عتاب گفت که این را هضم نتوانم کرد که وزیر من باشی و در حضور من
به بند جامه التفات نمائی باید اندیشید که هرگاه که وسائل دنیای دنیه را آداب دقیقه
در کار ست وسائل وصول الی الله را بروجه اتم و اکمل رعایت این آداب لازم خواهد بود
مهما امکن در جائے نه ایستد که سایه او بر جامه او و بر سایه او افتد و بر مصلای او پا نهد و در
متوضای او طهارت نکند و بظروف خاص او استعمال نکند و در حضور او آب نخورد و طعام
تناول ننماید و به کسی سخن نکند بلکه متوجه احدے نگردد و در غیبت پیر در جائیکه او ست پا در آن
نکند و بزاق دهن بآن جانب نیندازد و هرچه از پیر صادر شود آنرا صواب داند اگرچه بظاهر
صواب ننماید او هرچه میکند از اظهار میکند و باذن کار میکند برین تقدیر اعتراض را گنجائش
نباشد و اگر در بعضے صور الهامش خطا راه یابد چه خطاے الهامی در رنگ خطای اجتهادی
ست ملامت و اعتراض بران مجوز نیست و ایضاً چون این محبتے به پیر پیدا شده در نظر
محبت هرچه از محبوب صادر شود محبوب مینماید پس اعتراض را مجال نباشد و در امور
کلی و جزوی اقتدا به پیر کند چه در خوردن و نوشیدن و چه در خفتن و طاعت کردن نماز را
بطرز او ادا باید کرد و فقه را از عمل او اخذ باید نمود بیت آنرا که در سراے کار نیست فارغ ست
از باغ و بوستان و تماشاے لاله زار ؛ و هیچ اعتراض را در حرکات و سکنات او مجال
ندارد اگرچه آن اعتراض مقدار حبۂ خردله باشد زیرا که اعتراض غیر از حرمان نتیجه نیست و بے
سعادت ترین جمیع خلائق عیب بین این طائفه علیه ست نجانا الله

سُبۡحٰنَہٗ عَنۡ ھٰذَا النَّبَاۗءِ الۡعَظِیۡمِ

تیسرا باب بیعت کی حقیقت اور ماہیت کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ اکثر حضرات صوفیہ کے نزدیک انسان جبتک سن تمیز کو نہ پہونچے اور زمانہ بلوغیت پر نہ آئے تو اُس سے بیعت نہ لی جاتی اسواسطے کہ بیعت مین داخل ہونیکے واسطے عاقل و بالغ ہونا شرط ہے نابالغ اور مجنون جب ایمان ہی کا مکلف نہین ہے تو اُسکی بیعت کہ فعل مسنون ہے کب صحیح ہوگی مگر بعض حضرات مشایخ نے لڑکونکی بیعت کو بخیال برکت اور نیک فالی کے جائز رکھا ہے اِس عاجز کے نزدیک بہتر اور اولے یہ ہے کہ جو لڑکا خواہ لڑکی صغر سن مین بخیال برکت و نیک فالی کسی بزرگ کے بیعت مین داخل کیا جائے تو اُسکو لازم ہے کہ جب سن تمیز کو پہونچے اگر مرشد زندہ ہو تو خود اُسی سے ورنہ اُسکے قائم مقام سے تجدید بیعت کر لے اسواسطے کہ بیعت کا منشا اور مآل کار خاص یہ ہے کہ کسی بزرگ کے ہاتھ پر توبہ کر کے گناہون سے پاک و صاف ہوجائے اور اُس بزرگ کی رشد و ہدایت سے راہ خدا مین قدم مارنیکی توفیق ہاتھ آئے **تو تصوف کا مسئلہ ہے** کہ فسق و فجور مین مبتلا ہونے سے بیعت فاسد ہوجاتی ہے بنا بر آن زمانہ بلوغیت کے قبل بیعت مین داخل ہونے کا مآل کار بجز برکت و نیک فالی کے اور کچھ ظاہر نہوا حال آنکہ بیعت مین داخل ہونیکا اصلی مقصد یہ ہے کہ فسق و فجور سے تائب ہو اور آیندہ گناہون سے بچتا رہے واضح ہو کہ بیعت مسنون ہے فرض و واجب نہین لیکن اسمین فوائد بہت ہین منجملہ اُن فوائد کے ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص پیران طریقت کے کسی سلسلہ مین داخل ہوتا ہے تو وہی سلسلہ بہ برکت اُن پیران طریقت کے

اُس شخص کے واسطے تقرب الی اللہ کا وسیلہ ہوجاتا ہے اور جو شخص بیعت سے محروم رہتا ہے
وہ اِس وسیلۂ اعظم کو ہاتھ سے کھوتا ہے یعنے جو شخص شرف بیعت سے محروم رہیگا
وہ منازل حقیقت و معرفت کو کس طرح طے کرسکے گا اسواسطے کہ بدون حصول بیعت
کوئی شخص معاملات طریقت مین کسی طرح کی تعلیم و تلقین نہین پاسکتا بلکہ ایسا شخص ارباب
طریقت کی صحبت ہی مین حاضر نہین ہوسکتا اس لیے کہ اصل مقصد بیعت کا یہی ہے
کہ کسی بزرگ کے ہاتھ پر تائب ہوکر بقصد برکت سلسلہ صالحین مین داخل ہو اور اُس
وسیلہ سے مرتبہ تقرب الی اللہ کا حاصل ہو **مسئلہ** حضرات صوفیہ کے نزدیک تکرار بیعت
اپنے مرشد سے جائز اور دوسرے پیرون سے بلا عذرات شرعی ناجائز **مسئلہ تصوف**
مولوی شاہ علی اکبر قلندری رسالہ اصل الاصول فی بیان سلوک الوصول مین لکھتے
ہین کہ جس پیر نے کئی پیرون سے بیعت کی ہو تو اُس سے بیعت کرنا ایسا ناجائز ہے جیسا کہ
بعض مشایخ کے نزدیک امامت ولد الزنا کی مکروہ ہے **عذرات شرعیہ** مین سے
ایک عذر یہ ہے کہ جیسے کسی مرید کا پیر انتقال کرگیا ہو اور اُس مرید کو اُس پیر سے کچھ
تعلیم و تلقین پانیکی نوبت نہ آئی ہو تو ایسے مرید کو جائز ہے کہ تعلیم لینے کے واسطے دوسرے
پیر سے بیعت کرلے دوسرے یہ کہ بعد بیعت کے مرید اور پیر کے درمیان مین ایسا تفرقہ
بُعد مسافت یا کسی دوسری وجہ سے واقع ہوا کہ امید ملاقات کی باقی نہین رہی اس
صورت مین بھی تعلیم و تلقین لینے کی نیت سے دوسرے پیر سے بیعت کرنا جائز ہے
بہتر اور اولے تر یہ ہے کہ پیر سے اجازت لیلے اور اگر اجازت بھی ممکن نہو تو عقیدہ مین
ثابت قدم رہے یعنے پیر اول سے عقیدہ برگشتہ نکرے اسی بیعت کا نام **بیعت
صحبت** ہی اور تیسرا طریقہ دوسری جگہ بیعت کے جائز ہونیکا یہ ہی کہ پیر نے

مرید کو اپنی تحقیقات اور معلومات کے موافق سب تعلیم و تلقین کر دیا اور معلوم کیا کہ مرید کی خواہش ابھی زیادہ ہے تو اس وجہ سے مرید کو دوسری جگہ سے حاصل کرنیکی اجازت دیدی اِس صورت مین بھی پیران طریقت نے دوسری جگہ بیعت کرنیکو جائز رکھا ہے خواہ اُس پیر کی حیات مین ہو یا بعد ممات اور اسی بیعت کا نام **بیعت ارشاد** ہے اور حضرات صوفیہ رضوان اللہ علیہم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی پیر کا مرید کسی دوسرے بزرگ سے بیعت کرنا چاہے تو اُس بزرگ کو لازم یہ ہے کہ اگر اُس مرید کا پیر زندہ ہے تو اُسکو ہدایت کرے کہ اپنے پیر سے اجازت لے اور اگر پیر انتقال کر گیا ہے تو وہ بزرگ خود اُس پیر کی روح سے اجازت لے لے در صورت عدم اجازت مذکورہ بہر دو طریق اِس قسم کی بیعت صحیح و جائز نہوگی **مثلاً** کوئی شخص بلا ثبوت کسی جرم شرعی کے اپنے پیر سے انحراف کرکے فسخ بیعت کرے اور دوسری جگہ پر مرید ہونا چاہے تو ایسے شخص کو ہرگز مرید کرنا جائز نہین ہے ایسا شخص حضرات صوفیہ کے نزدیک بالکل محروم و محجوب و مردود ہو جاتا ہے یعنے یہ شخص پھر اِس لائق ہرگز نہین رہتا کہ پیران طریقت کے کسی سلسلہ عالیہ مین داخل کیا جائے بزرگان دین کا ارشاد ہے کہ اگر مرید اپنے پیر مین کوئی امر خلاف شرع دیکھے تو اُسکو لازم ہے کہ اُس سے گوشہ مین عرض کرے کہ یہ امر خلاف شرع آپ سے وقوع مین آیا ہے آپ اِس سے بیزار ہو جیے اور توبہ کیجیے اور اپنے عقیدہ کو برگشتہ نکرے پھر بار دیگر اگر کوئی امر خلاف شرع دیکھے تو پھر ممانعت کرے اور اپنے عقیدہ پر ثابت قدم رہے پھر اگر تیسری بار اُسکا وقوع ہو تو فسخ بیعت کرکے دوسرے بزرگ سے بیعت کرلے یہ بیعت بھی صحیح اور درست ہوگی اور ایسے شخص کو مرید کرنا ناروا نہوگا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح

قول الجمیل مین افادہ فرماتے ہین کہ بلا عذر دوسرے مرشد سے بیعت کرنا مشابہ کھیل
کے ہے اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کھونا ہے اور مرشد کا دل اسکی تعلیم و
تہذیب سے پھیرنا ہے یعنے بزرگان دین ایسے شخص کو ہرجائی اور ہردم خیالی سمجھکر
اُسپر التفات نہین فرماتے اس مقام پر چند روایات بزرگان دین کے ملفوظات سے نقل
کی جاتی ہین دیدۂ بصیرت سے دیکھنا اور بگوش ہوش سُننا چاہیے در سیر العارفین
مذکورست کہ شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی ہر مریدے راکہ قبول میکردی در وقت بیعت
قبل از نصائح دیگر میفرمودی کہ باید کہ چون دست بہ بیعت من میگیری و مرا بہ پیری
می پذیری ہر درے وسر ہیرے نباشی یک در باید گرفت و محکم باید گرفت در تذکرۃ
الاولیا مرقوم ست کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا فرمودند کہ بعض درویشان با
پیری کہ بیعت کردہ باشند بران پسند نمی کنند تا بہ پیری دیگر میروند و بیعت و خرقہ
او ہم ستانند نزدیک من این چیزی نیست بیعت ہمان ست کہ اول باکسی اگرچہ آن
پیر یکے از احاد باشد ارادت باشد از شیخ نظام الدین اولیا سوال کردند کہ حکم شیخ حسین منصور حلاج
چیست فرمودند کہ او مردود ست او مرید خیر نساج بود ترک او گرفت و بر شیخ جنید آمد و درخواست
بیعت کرد جنید گفت تو مرید نساجی ترا دست بیعت ندہم و اورا رد کرد جنید مقتداے وقت بود
او رد ہمہ شد و در جوامع الہدایات مرقوم ست کہ چون خدا یکی ست و پیغمبر یکے دین
یکی و ایمان یکے شیخ ہم یکے است لہذا شیخ بیعت و ارادت یکی باشد و حضرت مولانا
شاہ تراب علی قلندر قدس اللہ سرہ در کتاب شرائط الوسائط میفرمایند ہر کہ در حالت
حیات پیر خود بی اجازتش متوجہ بہ پیر دیگر شود و استفاضہ از کسے دیگر خواہد مثل وے
چون زنی فاحشہ باشد کہ با وجود شوہر خود رغبت بشوہر دیگر میکند غرضکہ اسی طرح سے

تمام بزرگان دین نے تکرار بیعت کو منع کیا ہے اور بہت برا جانا ہی تکرار بیعت کی ممانعت
کے علاوہ بزرگان دین نے کسی کے مرید کو بدون اجازت ورضامندی اُسکے پیر کے
کچھ تعلیم وتلقین کرنیکو بھی منع فرمایا اور بہت بُرا جانا ہے چنانچہ ابھی اِس عاجز نے حضرت
مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مدظلہ وعم فیضہ کے ایک مکتوب مین لکھا دیکھا کہ کسی شخص
نے آپ سے استفسار کیا کہ اگر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کا کوئی مرید کسی سے
کچھ تعلیم وتلقین چاہے تو اِس بارہ مین کیا ارشاد ہے فرمایا کہ مولانا صاحب کے مرید کو
ہرگز کچھ تعلیم وتلقین کرنا نچاہیے اِسی طرح سے اِس بارہ مین تمام بزرگان دین نے ممانعت
قطعی کی ہے کہ کسی کے مرید کو بدون اجازت اُسکے پیر کے ہرگز کچھ تعلیم وتلقین کرنا نچاہیے
مین نے اپنے حضرت والد ماجد پیر ومرشد برحق سے سُنا فرماتے ہین کہ مولوی تقی آور
خان صاحب رئیس الاعظم قصبہ کاکوری جو شہر گورکھپور مین صدر الصدور تھے ایک مرتبہ
شہر مذکور سے بہ نیت حصول شرف بیعت ہمارے حضرت کے حضور مین حاضر ہوئے
اور امتحان یہ کیا کہ جسوقت ہم آپکے حضور مین حاضر ہون تو اُسی وقت آپ ہمکو تلی ہوئی
مچھلی کھلائین تو ہم فوراً آپکے معتقد ہو کر مرید ہو جائین پھر جسوقت آپکے حضور مین آئے
تو آپ تلی ہوئی مچھلی اُنکے سامنے لائے اور فرمایا کہ یہ کیا بات خلاف شان ہی جو فقیرون کا
امتحان ہے مولویصاحب نے نہایت درجہ محجوب ہو کر عرض کیا کہ میری خطا معاف کیجیے
اور مجھے غلامی مین لیجیے فرمایا کہ پہلے ہم تم سے ایک بات استفسار کرتے ہین تم اُسکا
جواب دے لو پھر تمکو مرید کرین عرض کیا بہت خوب آپنے فرمایا مثلاً اگر کوئی شخص ایک
باغ بڑی محنت ومشقت کرکے اپنے ہاتھ سے طیار کرے اور جب اُسکے پھلنے کا وقت آئے
تو کوئی شخص آکر اُسے کاٹ جائے تو جس شخص نے اُسے طیار کیا ہے اُسکا کیا حال ہو گا

عرض کیا نہایت صدمہ و ملال ہوگا فرمایا ایسا ہی معاملہ پیری مریدی کا ہی کہ جو شخص اپنا خاندان آبائی چھوڑکر دوسری جگہہ مرید ہوتا ہی تو اُسی رگ کو جو اُس خاندان کا سجادہ نشین ہوتا ہی ایسا ہی کچھ رنج و ملال ہاتھ آتا ہی یہ فرماکر مولوی صاحب سے ارشاد کیا کہ تم جاکر اپنے خاندان مین مرید ہو یہ عاجز کہتا ہی کہ اس وقت مین یہ بڑا رواج ہی کہ لوگ اپنے اپنے خاندان آبائی چھوڑ چھوڑکر غیر خاندانون مین مرید ہو جاتے ہین یہ امر بہت ہی خلاف ہی لوگون کو چاہیے کہ اپنے ہی خاندان آبائی مین مرید ہوا کرین ہان اگر اُس خاندان مین کوئی بزرگ اِس لائق باقی نرہے تو پھر دوسری جگہہ بیعت کرنا مضائقہ نہین یہ فرماکر مولوی صاحب سے ارشاد کیا کہ تم جاکر اپنے خاندان مین مرید ہو۔

چوتھا طریقہ بیعت کا بیعت عقیدت ہے۔ یعنے بخلوص نیت و عقیدت کسی بزرگ صاحب سند سے بیعت کرنا اور اُس سے تعلیم و تلقین لینا اور علی الدوام ایک حالت پر رہنا اِسکا نام بیعت ارادت ہی اور یہی بیعت کامل ہے جو اِسپر مستقل رہا اُسکو سب کچھ حاصل ہے واضح ہو کہ مجھے اپنے حضرت والد ماجد پیر و مرشد برحق سے جو طریقہ بیعت لینے کا پہونچا ہے اور جسکی اجازت خاص ملی ہو وہی بجنسہ اِس مقام پر قلمبند ہوتا ہے وہو ھذا

طریق گرفتن بیعت بیعت لینے کے طریق حضرات صوفیہ نے اپنے اپنے تصنیفات اور ملفوظات مین بہت طرح سے لکھے ہین بعضے حضرات نے بعض طریقہ کو بہت طول دیا ہی اور بعض نے اختصار کے ساتھ تحریر کیا ہے مگر اِس عاجز کو جو طریقہ اپنے حضرت پیر و مرشد برحق والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے پہونچا ہے یعنے بدستخط خاص مزین ہو کر عطا ہوا ہے وہی اِس مقام پر رقم ہوتا ہے مخصوص برخوردار عالی تبار موصوف الصدر کے واسطے حوالہ قلم ہوتا ہی جاننا چاہیے کہ افضل اور بہتر یہ ہے کہ طالب بیعت غسل کرکے تبدیل لباس کرے اور دو رکعت نماز بہ نیت نفل پڑھے اور اگر کسی عذر سے غسل و تبدیل لباس سے مجبور ہو تو باطہارت

فضلہ حضرت نے

بلباس طاہر با تجدید وضو دو رکعت نماز بہ نیت نفل ادا کرکے دو زانو قبلہ رو مرشد کے
حضور مین بیٹھ جائے مرشد اپنا ہاتھ دراز کرے طالب بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے اپنے
ہاتھ سے مرشد کا ہاتھ پکڑلے لازم ہے کہ دست مرشد بلند رہے پھر طالب اپنے دل مین تصور
کرے کہ مین اسوقت حضرات پیران طریقت کے واسطے سلسلۂ عالیہ قادریہ رزاقیہ یا سلسلہ
شریف چشتیہ مین داخل ہوتا ہون اور میرا ہاتھ کل پیران طریقت کے ہاتھ مین ہے اور
کل پیران طریقت کا ہاتھ پیشوائے زمن حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ مین ہے
اور آپکا ہاتھ امیر المومنین حضرت علی مرتضی شیر خدا کے ہاتھ مین ہے اور آپکا دست
پاک جناب سرور عالم حضرت محمد مصطفے احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک
مین ہے اور آپکا دست اقدس اللہ جل شانہ کے دست قدرت مین ہے پھر مرشد
مرید کو اعوذ و تسمیہ بہ آواز بلند پڑھائے اور کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
تین بار اور کلمۂ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تین بار و کلمۂ تمجید سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ایک بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ
مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ اور دونون اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ایک ایک بار اور یہ دو آیتین کلام
مجید کی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ
سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ آیت دیگر اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ
اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا
ایک ایک بار پڑھائے اور بحق لا آلہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہکے ختم کرائے پھر مرید دونو
ہاتھ اٹھائے اور کہے کہ یا اللہ تعالے مین نے اسوقت تیری درگاہ مین سب گناہون سے

توبہ کی اور جس حالت مین اور جس طور سے جو گناہ تمام عمر مین مجھسے سرزد ہوئے ہین
اُن سب سے اِسوقت مین نے توبہ کی اے پروردگار میرے سب گناہ بخشدے اور میری
توبہ قبول فرمالے اور مجھے بچائے رکھ ہر ایک گناہ سے اور ثابت قدم رکھ توبہ پر یا اللہ تعالےٰ
مجھے ایمان کے ساتھ اس دُنیا مین رکھیو اور خاتمہ میرا بالخیر کیجیو اور عذاب قبر اور عذاب
دوزخ سے بچائیو اور حشر میرا مومنین و صدیقین اور شہدا و صالحین کے زمرہ مین
داخل کرکے بلا حساب جنت مین پونہچائیو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ
وسلم کے طفیل و تصدق مین آمین یا رب العالمین بحرمت طٰہٰ و یٰسین واضح ہو کہ جو عبارت
ابتدا سے انتہا تک یہان لکھی گئی ہے وہ سب مرشد اپنی زبان سے مرید کو پڑھائے
اور مرید اگرچہ عالم بھی ہو لیکن مرشد ہی کے فرمانیکے موافق پڑھتا جائے اور ایک
حرف پر بھی بدون فرمانے مرشد کے تجاوز نکرے اُسوقت مرشد کا ارشاد مرید کے
واسطے موجب مزید برکت اور نیک فالی کا ہے اگر مرشد کے ارشاد سے تجاوز کریگا
تو بہرہ یابی برکت و نیک فالی سے محروم رہے گا اور بعد فراغت جسقدر شیرینی میسر ہو
اُسپر فاتحہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا مع حضرات خلفاے راشدین اور
پیران طریقت کی دلائے اور مستحقون مین تقسیم فرمائے مرشد کو لازم ہے کہ اُسمین سے
قدرے شیرینی اپنے دست خاص سے مرید کو عطا کرے اور مرید اُسکو آپ ہی کھالے
اسمین بھی برکت ہے اور گویا یہ عطیہ پیر کا اُسوقت مرید کے واسطے بہت بڑی دولت
و نعمت ہی پیران طریقت کا معمول ہے کہ بیعت لینے کے بعد مرید کو کچھ بطور تبرک کے
دیتے ہین اگر مرید طالب مولے ہے تو واجبا اُسکو اپنا ملبوس خاص عطا کرنا بلکہ تاج دنیا
سے سر اُسکا آزاد کرنا ہے اور اگر بیعت رسمی ہے تو دو چار ڈلی شیرینی کی دیدینا کافی ہے

عطیہ دیگر کی یہی تلافی ہے مرشد کو لازم ہے کہ بیعت لینے کے بعد مرید کو بکمال تاکید رشد و ہدایت فرمائے یعنے معصیت سے بچنے اور طاعت آلہی کی رغبت دلائے اور مرید کو لازم ہے کہ بیعت کرنیکے بعد جہانتک ہوسکے فسق و فجور سے بچے اور ہر طرح کی خطا و قصور سے بری اور دور رہے اسواسطے کہ قصداً فسق و فجور مین مبتلا ہونا بیعت کو توڑتا ہے افسوس ہے اُس شخص کے حال پر کہ کسی بزرگ کے ہاتھ پر تائب ہونیکے بعد پھر ضلالت کو اختیار کرتا اور راہ راست سے مُنھ موڑتا ہے جاننا چاہیے کہ ہمارے خاندان مین سلسلۂ قادریۂ رزاقیہ کی اجازت قطب الاقطاب مخدوم آفاق حضرت سید شاہ عبدالرزاق بانسوی قدس اللہ سرہ الاصفی کو اپنے مرشد حضرت سید شاہ عبدالصمد خدانما احمد آبادی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ سے پونہچی ہے اور سلسلۂ چشتیہ کی اجازت حضرت ممدوح کو دو جگہ سے حاصل ہوئی ہے ایک حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پاک سے اور دوسری حضرت خواجہ معین چشتی حسن سنجری قدس اللہ سرہ الاصفی کی روح مقدس سے

چوتھا باب چار پیر اور چودہ خانوادون کے احوال مین

چار پیر موصوف الصدر اور چودہ خانوادۂ عالی قدر جو مشہور ہین اُنکے حالات حضرات صوفیہ کے ملفوظات مین اِس طور پر مسطور ہین حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور حضرت خواجہ حسن بصری اور حضرت کمیل ابن زیاد یہ چارون حضرات سرمایۂ خیر و برکات حضرت امیر المومنین علی مرتضی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ کے خلیفہ اور جانشین ہین یہی چار پیر روشن ضمیر کُل پیران طریقت کے رہنما اور جملہ ارباب حقیقت کے مقتدائے دین ہین چودہ خانوادے جو مشہور ہین اُنکی مختصر کیفیت مع اسماء متبرکہ کے یہ ہی کہ حضرت

خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ شیر خدا کے بہت بڑے خلیفہ برگزیدہ تھے اور اللہ جل شانہ نے انکو ایسے فضائل و مراتب عالیہ ظاہری و باطنی سے بہرہ یاب اور مالامال کیا تھا کہ اسوقت کے بڑے بڑے حضرات کاملین اور اکثر علماء و تابعین سے انکی طرف رجوع لاتے تھے اور انسے شرف بیعت حاصل کرکے رشد و ہدایت پاتے تھے حضرت خواجہ مودود چشتی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ جب زمانہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے ضعیفی کا قریب آیا تو آپنے دو شخصونکو خلعت خلافت عطا فرمایا ایک حضرت **خواجہ عبدالواحد بن زید** اور دوسرے حضرت **خواجہ حبیب عجمی** یہ دونون حضرات مجمع کمالات بہت بڑے صاحب ولایت اور سراپا منبع کشف و کرامت تھے چودہ خانوادے جو مشہور ہین وہ انھین دونون مخادیم کے خلعت خلافت سے سرفراز اور عہدہ نابت سے ممتاز ہین چنانچہ نو خانوادونکو حضرت خواجہ حبیب عجمی کی طرف نسبت ہی اور پانچ کو حضرت عبدالواحد بن زید کے نابت اول نو خانوادہ جنکو حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف نسبت ہی وہ یہ ہین۔ **اول حبیبیان** ۔ **دوم طیفوریان** ۔ **سوم کرخیان** ۔ **چہارم سقطیان** ۔ **پنجم جنیدیان** ۔ **ششم گازرونیان** ۔ **ہفتم طوسیان** ۔ **ہشتم فردوسیان** ۔ **نہم سہروردیان** اول خانوادۂ حبیبان انکی نسبت کی کیفیت یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دو پوتے ایک حضرت مبارک بن حمزہ یہ بہت بڑے عالم اور مجتہد تھے اور دوسرے شیخ العرب محمد بن حمزہ یہ دونون بھائی علم و فضل ظاہری کے علاوہ کمال باطنی سے بھی مالامال انتہا کے متقی اور پرہیز گار تھے اور متلاشی راہ پروردگار انھون نے اپنے دادا حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے علوم دینیات کو پڑھا تھا اور بہت اصحاب عالی جناب کو دیکھا تھا انجام کو یہ دونون
بھائی حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اور آپ نے دونون بھائیون کو
خلعت خلافت سے سرفراز فرما کر ارشاد کیا کہ کوہ حرا مین جاکر خلوت اور عزلت اختیار
کرو اور وہین عبادت مین مشغول رہو اور کسی سے لوث و آمیزش نکرو مجرد و منفرد رہو
اور ساتوین روز ایک دو یا تین خرمے سے افطار فرمانا اس سے زیادہ نکھانا آخر کار
یہ دونون بزرگوار حسب الارشاد جبل حرا پر تشریف لے گئے اور وہین خلوت و عزلت
اختیار کرکے شب و روز عبادت و ریاضت مین مشغول رہتے تھے اور ساتوین
دن ایک یا دو یا تین خرمون سے افطار فرماتے تھے اور بجز اپنی خلوت گاہ کے کہین
تشریف نہ لیجاتے تھے اور کسی کی دعوت و ہدیہ کو قبول و منظور نہ فرماتے تھے حتی کہ اسی حال
مین بارہ برس کا زمانہ گذر گیا پھر جب حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ نے انتقال
فرمایا تو اُنھون نے اپنی ریاضت اور مشقت کو اور زیادہ بڑھایا حتی کہ اکیس ۲۱ یا چالیس
روز کے بعد افطار فرماتے اور بجز میوہ جنگلی یا گھانس کے اور کچھ نہ کھاتے حتی کہ
اِسی حالت مین دونون بھائیون کا انتقال ہوا سبحان اللہ کیا اچھی کیفیت کے ساتھ
معشوق حقیقی کا وصال ہوا حاصل یہ ہے کہ جب اِن دونون بھائیون کو حضرت خواجہ
حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ نے داخل بیعت کرکے خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا
تو انکا لقب حبیبیان قرار پایا دوم خانوادۂ طیفوریان اِنکو حضرت بایزید بسطامی
قدس سرہ السامی سے نسبت ہی حضرت بایزید بسطامی کا نام نامی اصلی طیفور تھا
اِنکے باپ کا نام عیسیٰ اور دادا کا نام آدم اور پردادا کا نام سروشان تھا شیخ
مسعود شیخ محمود شیخ ابراہیم شیخ احمد یہی چارون بزرگوار حضرت طیفور

نامدار کے مرید وخلیفہ طیفوریان کہلاتے ہین یہ حضرات بھی سترہ دن کے بعد افطار فرماتے تھے اور دُنیا واہل دُنیا کے نزدیک نجاتے تھے اور کسی ذی روح کو نہ ستاتے تھے اور بجز یاد خدا اور ذکر موےلے کے کسی چیز کیطرف توجہ نفرماتے تھے غرضکہ اسیطرح سے حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ خانوادۂ کرخیان اور حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ خانوادۂ سقطیان اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ خانوادۂ جنیدیان اور حضرت ابو اسحٰق گازرونی کے مرید وخلیفہ خانوادۂ گازرونیان کہلاتے ہین **فائدہ** حضرت سلطان ابو اسحق رحمۃ اللہ علیہ شہر گازرون کے بادشاہ تھے فقیری کے ذوق وشوق مین سلطنت کو چھوڑ دیا تھا اللہ جل شانہ کی محبت مین حُب دُنیا سے مُنھ موڑ لیا تھا۔ اور شیخ علاؤ الدین طوسی رحمۃ اللہ کے مرید وخلیفہ خانوادۂ طوسیان اور شیخ نجم الدین کبری فردوسی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ خانوادۂ فردوسیان اور شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ خانوادۂ سہروردیان اور یہ سب حضرات یعنی یہ نو بزرگوار حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت دیے جاتے ہین **فائدہ** جاننا چاہیے کہ شیخ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ الاصفی کے خلیفہ تھے اور آپکے خلیفہ حضرت ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی آن حضرات کے لطائف مین لکھا ہے کہ حضرت شیخ ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ مرید ہونے سے پیشتر ساتوین روز کسیقدر پانی سے روزہ افطار فرماتے تھے اور بعد افطار کے فقط تین خرمے کھاتے تھے پھر جب بیعت اور خلعت خلافت سے مشرف ہوئے تو تیس برس برابر آنکھ نہین

لگائی اور اس اثنا مین نہ کبھی زمین پر بیٹھ لگانیکی نوبت آئی شب و روز رو بقبلہ بیٹھے رہتے جب اُنھون نے اللہ جل شانہ کی راہ مین اِس مشقت کو اختیار کیا تو پروردگار نے کل عالم کا حجاب اِنکی نظرون سے اُٹھا کر زمین سے تا عرش برین کل شئے کو انکے پیش نظر کردیا۔ اب جاننا چاہیے کہ جو پانچ خانوادہ باقی رہے وہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بواسطہ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید نسبت رکھتے ہین وہ یہ ہین اوّل خانوادۂ زیدیان دوم خانوادۂ عیاضیان سوم خانوادۂ ادہمیان چہارم خانوادۂ ہبیریان پنجم خانوادۂ چشتیان یہ پانچو بزرگوار حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نبیرۂ عالی تبار باوقار حضرت عبدالواحد بن زید قدس اللہ سرہ العزیز کے مرید اور خلیفہ تھے اور یہ پانچون بھائی حافظ کلام اللہ اور علم و فضل مین کامل اور ریاضت و مجاہدہ و خلوت مین بڑے مشاق اور سب اہل نسبت و صاحب دل تھے کوہستان و بیابان اور مقامات ویران مین سکونت فرماتے تھے اور چوتھے پانچوین روز کوئی پھل جنگلی یا گھاس سبز برائے نام کھاتے تھے اور بجائے کپڑے کے جنگلی پتون سے اپنے بدن کو چھپاتے اور کسی چیز کے رفع ضرورت کے واسطے کسی کے پاس نجاتے اگر کوئی طالب مولےٰ و متلاشی راہ خدا اُنکے پاس آتا تو فرماتے کہ جاؤ پہلے کلام مجید حفظ کرو پھر تحصیل علوم شرعیہ کر کے ہمارے پاس آؤ پھر جب وہ شخص حافظ کلام اللہ اور عالم باعمل ہو کر آتا تو اُسے ریاضت اور مجاہدہ و خلوت اور ترک خانمان اور دُنیا و اہل دُنیا سے متنفر ہو جانے اور صوم طے اختیار کرنیکی ہدایت فرماتے اگر اسپر بھی مستعد و کامل پاتے تو سلسلۂ عالیہ مین داخل فرماتے اسی طرح سے حضرت شیخ عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ خانوادۂ عیاضیان اور حضرت

ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ خانوادۂ ادہمیان اور حضرت ہبیرۂ بصری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ خانوادہ ہبیریان اور حضرت شیخ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ خانوادہ چشتیان کہلاتے ہین یہ پانچون بزرگوار اسی خطاب سے مشہور کیے جاتے ہین اور جاننا چاہیے کہ بنیاد خاندان چشت کے حضرت شیخ ابواسحق رحمۃ اللہ علیہ چشتی سے ہے اور چشت دو مقام کا نام ہے ایک ولایت خراسان مین اور دوسرا ملحقات ملتان مین بعض کا قول ہے کہ جو شہر چشت خراسان کے متصل ہے وہین کے آپ رہنے والے تھے اور بروایت صحیحہ اکثر کا قول یہ ہے کہ وطن خاص ملک شام تھا اسیوجہ سے ابواسحق شامی آپ کا نام تھا اور آپ بہت بڑے ابدال صاحب کمال تھے لطائف اشرفی مین لکھا ہے کہ جب آپ بہ نیت حصول بیعت بغداد شریف مین حضرت شیخ علو دینوری رحمۃ اللہ کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے تو حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے عرض کیا کہ ابواسحق شامی فرمایا کہ آج سے تم ابواسحق چشتی کہلاؤ گے اور اسی خطاب کے ساتھ شہرت پاؤ گے اسواسطے کہ ساکنان چشت مسلمان ہوکر تمھارے ہاتھ پر ایمان لائینگے اور تمکو اپنا سردار وپیشوا بنائینگے پھر حضرت شیخ نے آپکو داخل سلسلۂ عالیہ کیا اور بعد عطای خلعت خلافت چشت مین جانیکا حکم دیا اور ارشاد کیا کہ اُس شہر مین سلطان فرسنافہ کے گھر مین ایک لڑکا صاحب کمال پیدا ہوگا اور وہ مولود مسعود مالامال بمرتبۂ ابدال پیدا ہوگا اور وہ ہر حال مین تمھارا معین اور مددگار رہے گا اور ہر طرح سے تمھاری حاجات اور شراکت کریگا آخرکار بحکم پروردگار جب آپ چشت مین تشریف لائے تو وہان سلطان فرسنافہ کی ایک بہن بڑی عابدہ وصالحہ تھی آپ اکثر اُسکے یہان تشریف لے جاتے تھے اور اُس سے فرماتے تھے کہ تیرے بھائی فرسنافہ کے گھر مین ایک لڑکا ایسا پیدا ہوا چاہتا ہے

کہ منبع اکابر اور منشاء آثار ہوگا چنانچہ تھوڑے زمانے کے بعد آپکے حسب الارشاد حضرت شیخ
احمد ابدال پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے ہی آثار ابدالیت کے اُنسے ظاہر اور ہویدا ہوئے مختصر
یہ ہے کہ خاندان چشت کے مبدا و منشا حضرت ابو اسحٰق چشتی ہین اور خواجگان چشت پانچ ہین
اول حضرت خواجہ ابو اسحٰق چشتی دوم حضرت خواجہ احمد چشتی سوم حضرت
خواجہ محمد چشتی چہارم حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی پنجم
حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس اللہ اسرارہم غرضکہ یہان پر چار
پیر اور چودہ خانوادون کا مختصر احوال لکھدیا ہی زیادہ طوالت کو دخل نہین دیا ہے۔

پانچوان باب مریدین کی تعلیم و تلقین اور حقیقت و معرفت کے بیان مین

ابن حجر عسقلانی منبہات مین فرماتے ہین عَنْ بَعْضِ الْحُکَمَاءِ قَالَ ثَلٰثٌ مِنْ کَنْزِ اللّٰہِ تَعَالیٰ
لَا یُعْطِیْہَا اللّٰہُ تَعَالیٰ اِلَّا مَنْ اَحَبَّہٗ اَلْفَقْرُ وَالْمَرَضُ وَالصَّبْرُ یعنے روایت ہی ایک دانشمند سے
کہ تین چیزین اللہ تعالیٰ کے خزانہ کی ہین نہین دیتا اللہ جل شانہ کسیکو مگر جسکو دوست رکھتا ہی
فقیری اور بیماری اور صبر یعنے بوجہ محتاجی کے آفات دُنیاوی سے بچتا ہے کچھ پاس ہی نہوگا
تو اسراف کیا کریگا اور بسبب بیماری کے گناہون سے پاک و صاف ہوجاتا ہی یعنے امراض
دافع گناہ ہوتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ جس شخص کو پہر پہر بخار آتا ہی ایک سال کے گناہ اُسکے بخشے جاتے ہین اور بسبب
صبر کے مرتبۂ اعلیٰ پاتا ہی جاننا چاہیے کہ فقر مین تین حرف ہین ف ق ر ف سے فاقہ مراد ہے
اور ق سے قناعت اور ر سے ریاضت فاقے سے ایک مراد یہ ہی کہ اللہ جل شانہ کی راہ
مین نفس کشی کرے اور قصداً غذا ترک کردے یعنے جبتک غذا مین قلت نکی جائیگی
عبادت مین حلاوت کبھی نہ آنے پائیگی کثرت غذا سے نفس و شیطان دونو غالب رہینگے

اور کبھی مغلوب نہونگے عبادت مین حلاوت کا کیا مذکور کبھی اِس کام مین پورے طور سے
رغبت ہی نہو گی اور دوسرے معنے فاقے کے یہ ہین کہ فقر کی حالت مین جب محتاج
ہو جائے اور کھانے پہننے کا سامان بظاہر کہین نظر نہ آئے تو اسپر اللہ تعالیٰ کا شکر کرے
اور اپنا فخر سمجھے کہ ایسا ہی معاملہ حضرات پیغمبرون کے ساتھ رہا ہی اور کسی حال مین شکوہ
و شکایت زبان پر نہ لائے اور کسی حاجت مین کسی سے کچھ سوال نکرے اسواسطے کہ اصل
مین فقیر وہی ہے کہ نہ ظاہر کرے اپنی حاجت کو بجز ذات پروردگار کے اسواسطے کہ فقر نام ہے
اللہ تعالیٰ کیطرف محتاج ہونیکا ہر حاجت مین نہ طرف غیر اُسکے کے یعنے جو کچھ کہے اللہ ہی سے
کہے اور جو کچھ مانگے اللہ ہی سے مانگے اور قناعت کے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالےٰ کی دی
ہوئی چیز پر شکر کرے اور جو کچھ من جانب اللہ پونہچے اُسکو غنیمت جانے اور زیادہ حرص و طمع
کی فکر مین نہ پڑے اور ریاضت کے معنے یہ ہین کہ راہ خدا مین محنت و مشقت کرنے سے
غفلت نکرے اور ہمہ تن مصروف بہ عبادت رہے اور زہد مین بھی تین حرف ہین ز ہ د
ز سے زاد راہ یعنے توشۂ آخرت مراد ہے اور ہ سے ہدایت معاملات دین مین اور د سے
دوام عبادت یعنے ریاضت اور محنت مین ہمیشہ مصروف رہنا اور کبھی کسی حال مین
اِس سے غافل نہونا جو لوگ کبھی عبادت کرتے ہین اور کبھی چھوڑ دیتے ہین اُنپر فرشتے لعنت کرتے
ہین اور دوسری مراد ان حرفون سے یہ ہے ز سے ترک زینت اور ہ سے ترک ہوائے
نفسانی اور د سے ترک دُنیا اور زہد کے معنے خاص بچنا ہے حرام چیزون سے بڑی ہون
خواہ چھوٹی یعنے گناہ کبیرہ ہون خواہ صغیرہ اور ادا کرنا تمام فرائض کا آسان ہون خواہ دشوار
اور چھوڑ دینا دنیا کا اہل دُنیا پر قلیل ہو خواہ کثیر اور زہد نام ہے پانچ خصلتون کا اعتماد رکھنا
اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس پر اور بیزار و بے پروا رہنا خلق سے اور اخلاص کرنا دین کے

کام مین یعنے جو کام کرے خالص اللہ ہی کے واسطے کرے مثلاً اگر کسیکو کچھ نفع پونہچائے یا کسی طرح کی نیکی کے ساتھ کسی سے پیش آئے تو اُسمین بھی اللہ تعالےٰ ہی کی خوشنودی مدنظر رکھے اور اُس شخص پر منت و احسان کا خیال بھی اپنے دل مین نہ لائے اور برداشت کرنا ظلم پر یعنے ظالم کے ظلم پر صبر و تحمل کرے بدلہ لینے کی نیت نہ رکھے اور قناعت ہاتھ کے چیز مین یعنے جو چیز موجود ہو اُسکو غنیمت سمجھے اور زیادہ طمع اور حرص مین نہ پڑے **نفس و شیطان کے دفع کرنیکی تدبیر** طالب راہ مولیٰ کو چاہیے کہ جب اللہ تعالےٰ کی عبادت کا ذوق و شوق کرے تو پہلے نفس و شیطان کے دفع کرنے اور مغلوب ہوجانیکی فکر کرے کہ ان دونون ظالمون اور سرکشون کے فتنہ و فسادات سے عبادات مین بڑی بڑی خلل اور خرابیان پیدا ہوتی ہین اور انھین دونون دشمنونکی سرکشی اور فسادات سے عبادات کی حلاوت مین مذاق سے محرومی و ناکامی رہتی ہے اگر اللہ جل شانہ ان دونون کے شر و فساد سے بچائے اور اپنی پناہ مین رکھے تو البتہ پوری طور اور کامل طریقے کے ساتھ عبادت ہوسکتی ہے پس شیطان کے دفع کرنے اور اُسکے مغلوب ہوجانیکے چند طریق ہین اول تو اللہ تعالیٰ سے اُس سے بچنے کی مدد چاہے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کا ورد کثرت سے رکھے اور دوسرے شیطان کے مکر اور فریب اور حیلہ سازی پر نظر رکھے اور جانے کہ یہ وقت شیطان کے فریب دینے ہی کا ہے اسکے نزدیک نجانا چاہیے اگر انسان اسکا دھیان رکھے گا تو شیطان اُسپر دلیری نکرسکے گا جیسا کہ چور جب جان لیتا ہے کہ گھر والے جاگتے ہین تو بھاگ جاتا ہی اور تیسرے جب وسواس شیطانی پیدا ہون تو مطلق اُنکی طرف التفات نکرے اور اُن وسواس کیجانب دل مائل نہونے

وے جب ایسا کریگا توشیطان مایوس ہوکر بھاگ جائیگا چوتھے اللہ جل شانہ کی یاد دل وزبان دونون سے ہروقت رکھے ایک لمحہ اس سے غفلت نہونے پائے اسواسطے کہ جہان اللہ تعالے کا ذکر دل وزبان دونون سے ہوتا ہو وہان شیطان کا گذر نہین ہونے پاتا ہی اللہ تعالی ہی اپنے فضل وکرم سے توفیق عطا فرمائے اور نفس کا مغلوب کرنا شیطان کے دفع کرنے سے دشوار وسخت تر ہے شیطان توکبھی انسان سے علحدہ بھی ہوجاتا ہی مگر نفس خبیث ہروقت کا دشمن اور گھر کا چور ہے یعنے آدمی کے جسم مین ہروقت موجود رہتا ہی اور کبھی کسی حال مین علحدہ نہین ہوتا اور ظاہر ہے کہ گھر کے چور سے چیز کی حفاظت بہت دشوار ہوتی ہی اور بڑی دشواری یہ ہے کہ باوصف دشمن ہونیکے انسان کا محبوب ہے اور محبوب کا عیب نظر مین نہین آتا یعنے اپنے نفس کی برائیان اور عیوب پسند آتے ہین اور بھلے معلوم ہوتے ہین اور درحقیقت اگر غور کیجیے تو جملہ گناہونکی اصل وبنیاد یہی نفس امارہ ہے بہرحال جس طور سے ہوسکے اُس سرکش کے مغلوب کرنیکی فکر سے غافل نرہے اور اللہ تعالے کی مدد وعنایت پر نظر رکھے اور تقوی کی کثرت اور غذا کی قلت اختیار کرے اور غذاے لطیف اور لباس عمدہ سے پرہیز رکھے اور فضول حلال کو چھوڑے مقصد اسکا یہ ہی کہ غذا ولباس دونون مین قلت اختیار کرے اور کھانا اسقدر کھائے کہ حقوق عبادت بجالائے اور رفتار وگفتار ونشست وبرخاست مین حرج نہو حدیث شریف مین کھانیکی مقدار ایک تہائی پیٹ کا بھرنا کھانے سے اور ایک تہائی پانی کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے مقرر ہوئی ہے اور بعض بزرگان دین نے نصف شکم تک کھانیکو جائز رکھا ہی اور آگے گنجائش نہین اور پورا پیٹ بھر کر کھانا یہ تو سراسر اہل غفلت کا کام ہے حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے شکم مین سات آنتین ہوتی ہین

اور کافر کے آٹھ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت مین تو مسلمان اور کافر سب برابر
ہین فرمایا کہ کافر کھانا اِسقدر کھاتے ہین کہ حلق تک بھر لیتے ہین ایک آنت اُنکی حلق ہو جاتی ہے
واقعی قوم ہنود کو برابر دیکھا جاتا ہے کہ کھانا برابر کھاتے جاتے ہین اور پیٹ ملتے اور سہلاتے جاتے
ہین حتیٰ کہ حلق تک بھر لیتے ہین حضرت پیر و مرشد برحق رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ انجام کو قلت غذا
مین یہانتک نوبت آئی کہ اِسی نفس کشی مین رحلت فرمائی یعنے بظاہر کوئی مرض لاحق حال آپکے نہ تھا
نفس کشی و قلت غذا مین یہانتک نوبت پونہچی کہ انتقال فرمایا و علی ہذا استعمال لباس مین بھی ایسے ہی
کچھ لحاظ و پاس رکھنا چاہیے اکثر بزرگان دین نے ایک جوڑا رکھا ہے اور بعض نے دو اور اِس سے زیادہ رکھنا فضول حلال مین
داخل ہے مین نے اپنے حضرت ممدوح علیہ الرحمہ کو دیکھا کہ سال مین فقط دو جوڑے کپڑون کا اِسطرح استعمال
فرماتے تھے کہ ماہ مبارک رمضان مین دو جوڑے ویسے کپڑے کے آپکے واسطے طیار کیے
جاتے تھے جسکو گاڑھا کہتے ہین انگریزی کپڑا کسی قسم کا آپنے کبھی نہین پہنا ہے دونو جوڑے
ساتھ ہی عید الفطر کے روز نماز کے وقت آپنے زیب بدن فرماتے تھے اور دوسری عید الفطر
تک وہی دونون جوڑے کافی ہو جاتے تھے چھ سات مہینے تک وہ کپڑا اصلی حالت پر
رہتا تھا بعد ازان پیوند کی نوبت آتی غرضکہ تمام سال مین دو ہی جوڑے کے استعمال کی
نوبت آتی بزرگان دین کا ارشاد ہے کہ اگر انسان غذاے حرام کھاتا ہے تو اُس سے اُسکے
جملہ اعمال و افعال حرام پیدا ہوتے ہین اور اگر فضول حلال کھاتا ہے تو اُس سے قول و فعل لغو
صادر ہوتے ہین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ منہاج العابدین مین فرماتے ہین کہ فضول حلال
عابدونکے لیے آفت ہے اور زاہدونکے لیے بلا اور فرماتے ہین کہ اِسمین دس آفتین ایسی
ہین کہ جو اصل و بنیاد مین عبادت کی ضرر و خرابی ہین اسکی تفصیل جسکو دیکھنا ہو منہاج العابدین
مین دیکھے غرضکہ جب انسان غذاے لطیف کھاتا ہے اور لباس عمدہ پہنتا ہے تو نفس کو انتہا کی

خوشی و مسرت حاصل ہوتی ہے اور اسکا خوش کرنا بھی انسان کے نقصان اور مضرت کا باعث
ہوتا ہی اور بڑی تدبیر اسکی مغلوب کرنیکی یہ ہے کہ جو یہ کہے اُسکے خلاف عمل مین لائے حضرت
محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ایک ہندو فقیر نے بہت کشف
و کرامات دکھائے آپنے اُس سے پوچھا کہ یہ بات تجکو کس عمل سے حاصل ہوئی اُسنے عرض
کیا کہ نفس کے کہنے پر عمل نکرنے سے پھر اُس فقیر نے اپنا سینہ آپکے سینۂ مبارک سے مقابل
کرکے کہا کہ یا حضرت یہ سیاہی کا دھبّا آپکے سینہ شریف پر کیسا ہی آپنے فرمایا کہ میرا دل روشن
اور تیرا دل سیاہ ہے تیرے قلب کی سیاہی کا عکس میرے دل پر آتا ہی وہی سیاہی تو
میرے قلب پر پاتا ہے جب اُسنے غور کیا تو واقعی آپکے ارشاد کو صحیح پایا پھر عرض کی یا حضرت
یہ سیاہی کس طرح دفع ہو فرمایا جبتک کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
زبان پر صدق دل سے نہ لائیگا یہ ٹیکا سیاہی کا نجائیگا بڑی تامل اور غور کے بعد اُسنے
عرض کیا یا حضرت اسبات کو نفس قبول نہین کرتا آپنے ارشاد فرمایا کہ اے غافل واے
برحال تو ابھی تو کہہ چکا ہے کہ یہ سب کمال مجکو نفس کے خلاف کرنے پر حاصل ہوئے ہین
پھر اس کام مین کیون نفس کی اطاعت کرتا ہی جیسے ہی آپنے یہ ارشاد فرمایا ویسے ہی
اُسکی زبان پر کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ آیا پس کلمہ پڑھتے ہی اُسکا
قلب صاف نوٌر علی نور ہوگیا اور جملہ کمالات سے معمور آور نفس کے مغلوب کرنیکا تجربہ
اِس عاجز کو جیسا صوم نوافل مین حاصل ہوا ایسا اور کسی طریق سے نہین ہوا اور اسمین
دو فائدے دیکھے ایک تو روزہ رکھنے کا ثواب عظیم دوسرے استغنائے قلب یعنے غیر حالت
صوم مین جن جن چیزون کی طرف خواہش و رغبت ہوتی ہی وہ بہ عنایت آلٰہی روزی
کی برکت سے نیت کرتے ہی بھاگ کھڑی ہوتی ہی کسی چیز کی طرف دل خود ہی رغبت

نہین کرتا تمام اشیاء مرغوبہ کا وجود گویا بالکل نیست ونابود ہوجاتا ہے اور قوت حیوانیہ کا دفع ہونا روزی کی برکت سے یہ تو خبر معتبر مین وارد ہے چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی مین افادہ فرماتے ہین کہ روزہ بمنزلہ کوٹنے رگون خصیون کے ہے اس عاجز کے نزدیک عبادت مین مانع حلاوت تین سبب بہت بڑے ہین اول تو جھوٹ بولنا دوسرے غیبت کرنا تیسرے بے احتیاطی اکل وشرب مین بڑے بڑے ابرار متقی وپرہیزگار جنکی نسبت عیوب مذکورہ کا گمان ہی نہین ہوسکتا مگر جب غور کیا تو ان عیوب سے خالی نپایا فقیر کے نزدیک فی زمانا عبادت وریاضت مین کیفیت وحلاوت کے زیادہ تر مانع یہی عیوب مذکورہ ہین اللہ تعالے اپنی پناہ مین رکھے اور جملہ عیوب اور تمامی معصیت سے بچائے مین خیال کرتا ہون کہ اگر انسان جملہ معصیت سے بچے اور خالص دل سے اللہ جل شانہ کی عبادت کرے تو ممکن ہی نہین کہ عبادت کی حلاوت وکیفیت سے بے بہرہ رہے بزرگان دین کا ارشاد ہے کہ جو کوئی کھاتا بہت کھاتا ہو وہ عبادت مین حلاوت کبھی نہین پاتا ہے اور جو کوئی زیادہ سوتا ہے وہ اپنی عمر کی برکت ہاتھ سے کھوتا ہے یعنے جسقدر زیادہ سوئے گا اُسی قدر اوقات عبادت کو ہاتھ سے کھوئے گا اور عبادت کے فیضان اور برکات سے محروم رہے گا مین نے اپنے تجربے مین جیسا دو چیز کو نحس دیکھا ایسا اور کسی چیز کو نہین دیکھا ایک تو زیادہ سُونا خصوصاً صبح کے وقت کا سونا اور نماز فجر کو قضا کردینا دوسرے کثرت قماربازی بخدا میرے اعتقاد مین یہ بات جمی ہوئی ہے کہ شہر لکھنو وہان کے رؤسا کے چار عادات خبیثہ کی وجہ سے خراب وبرباد ہوا ایک تو پہر دن چڑھے علی الدوام سوکر اُٹھنا دوسرے کثرت زناکاری تیسرے قماربازی چوتھے شدت نبرا گوئی افسوس ہو کہ ہمارے اس جوار کے ایک رئیس معظم قماربازی کی کثرت سے بالکل

تباہ و برباد ہو کر نان شبینہ کو محتاج ہو گئے ہین بہ نیت خیر خواہی کہتا ہون کہ جو لوگ اِسکے عادی
ہون وہ اِس سے بچین اور توبہ کرین ورنہ اِسکا نتیجہ ایسے ہی کچھ دیکھین گے۔ اور لوگون سے
بہت ملنا اور رابطۂ اتحاد کو بڑھانا عبادت مین نقصان و زوال پیدا کرتا ہے اور جبتک
یہ چار خصلتین انسان مین جمع نہین ہوتین درجۂ ابدال کو نہین پہونچتا کم کھانا و کم سونا و کم ملنا
و کم بولنا اور واضح ہو کہ انسان کو رضاے مولیٰ از ہمہ اولیٰ پر دل خوب مضبوط کرنا چاہیے
یعنے قضاے آلہی پر راضی برضاے تمام رہے اور دل سے اسبات پر یقین کرلے کہ
اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تقدیر مین مقرر کردیا ہے وہ ضرور ہونا ہے اگر اسپر مضبوط رہے گا تو عبادات
پوری طور سے اطمینان کے ساتھ کرسکے گا اور اگر اسمین لغزش ہوگی تو اس غم و
اندیشہ مین کبھی پوری طور سے عبادت نہوسکے گی خیال تو اسبات مین رہیگا کہ ہمکو
روزی کس طرح پونہچے گی آرام سے بسر ہوگی یا تکلیف سے گذرے گی پس جب اِس
خیال مین پڑیگا تو عبادت کیا خاک کرسکے گا اِسکا خیال ضرور رہے کہ جب کوئی
کلفت مصیبت و زحمت پونہچی تو اُسپر صبر و ضبط کرے اور کسی طرح کا شکوہ و شکایت
زبان پر آنے ندے اور شکر تو اللہ تعالےٰ کا ہر حال مین کرنا چاہیے نقل ہے کہ کسی
پیغمبر علیہ السلام کو کسی بات مین رنج پونہچا اُنھون نے اللہ تعالےٰ سے شکایت
کے جواب آیا تم مجکو خدائی سکھاتے ہو تمہارا کام مقدر مین یونہین ہونے والا
تھا تم میرے حکم پر کیون راضی نہوئے کیا مین تمھاری خاطر سے دُنیا کے احکام بدل
دون اور جو لوح محفوظ مین لکھ چکا ہون اُسکو مٹا دون اور جس بات مین تم راضی
ہو وہی ہوا کرے اور جو مین چاہون وہ نہو مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کہ
اگر دوبارہ ایسا خیال تمھارے دل مین آیا تو لباس پیغمبری سے تمکو عریان کرکے دوزخ

مین ڈال دونگا مجھے کچھ پروا نہین جاے غور اور مقام عبرت ہی کہ جب ایسے خیالات
پر حضرات پیغمبر کی نسبت ایسا کچھ ارشاد ہو تو اور کسی کو کیا مجال دم مارنے کی ہی بس حاصل
فقیر کی اس تحریر کا یہ ہے کہ جب انسان مصیبت و زحمت کے پیش ہونیکے وقت ضبط
و صبر کریگا تو عبادت مین استقامت حاصل ہوگی اور اللہ جل شانہ کی خوشنودی کا
باعث ہوگا اور عاقبت مین ثواب بیحساب ملیگا اور جو کوئی بلاؤن و مصیبتون کے
پیش ہونیکے وقت صبر و ضبط نکریگا اُسکے سب کام خراب ہوجائین گے اور بزرگی و
عظمت کے مرتبہ پر کبھی نہ پہونچے گا چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے مَنْ لَا صَبْرَ
لَهٗ لَا اِیْمَانَ لَهٗ یعنے جسکو صبر نہین اُسکو ایمان نہین اور جناب سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے جسکو دوست بنایا چاہتا ہے اُسکو بلاؤن و مصیبتون
مین گرفتار کرتا ہے اسواسطے کہ انبیا و اولیا صلحا و اصفیا کو مصائب زیادہ پہونچتے ہین
پس جب کسیکو کوئی مصیبت یا تکلیف پونہچے تو پورا پورا صبر و ضبط کرے اور سچے اور
پورے یقین کے ساتھ سمجھ لے کہ اللہ جلشانہ کے نزدیک مجھے عزت حاصل ہوئے
اور جو معاملہ کہ اللہ تعالے اپنے مخلص بندونکے ساتھ کرتا ہے وہی میرے ساتھ کرنا
چاہتا ہے حجت الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ اللہ جلشانہ
حدیث قدسی مین ارشاد فرماتا ہی کہ جو شخص میرے حکم پر راضی نہو اور میری بلاؤن پر
صبر نکرے اور میری نعمتون کا شکر ادا نکرے اُس سے کہدو کہ میرے سوا دوسرا خدا
ڈھونڈھ لے خصوصًا رزق کے معاملہ مین پورا پورا یقین کرے اور سچے دل سے
خوب مضبوطی کے ساتھ سمجھ لے کہ اس بارے مین جو وعدہ اللہ تعالے نے ہم سے
فرمادیا ہے اور جس حالت مین اور جس طور سے یعنے جس حیلہ کے ساتھ رزق کا پہونچنا

ہماری تقدیر مین لکھ لیا ہے وہ ہمکو ضرور پونہچے گا خواہ ہم کسی حال مین کہین ہون پہلے
اِس ارشاد کو دیکھنا چاہیے کہ اللہ تعالےٰ نے پیدائش کو اور رزق کو ساتھ ہی ایک جگہ
ارشاد فرمایا اَللّٰہُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ یعنے اللہ تعالےٰ نے تمکو پیدا کیا پھر رزق
دیا اِس ارشاد سے معلوم ہوا کہ پیدائش کے ساتھ ہی رزق بھی مقرر ہو جاتا ہے
اور اِس سے پیشتر ارشاد ہو چکا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا
یعنے کوئی جاندار نہین زمین پر مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ پر ہے رزق اُسکا اور پھر ارشاد
فرمایا وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ یعنے اور آسمان پر ہے رزق تمھارا جسکا
تم وعدہ دے گئے ہو فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ پس قسم ہے
پروردگار آسمان اور زمین کی بیشک وہ حق ہے جس طرح کہ تم بولتے ہو یعنے اللہ تعالےٰ
قسم کھا کر فرماتا ہے کہ مین نے تم سے جو وعدہ رزق کا کر لیا ہے اُسمین کسی طرح خلاف
نہین ہو سکتا اور مثال دی کہ جس طرح تم بات کرتے ہو یعنے جو بات تمھاری زبان سے نکل
جاتی ہے پھر اُسکا لوٹنا منھ کی طرف ممکن ہی نہین ہو سکتا اسی طرح میرا وعدہ کبھی خلاف
ہی نہین ہو سکتا اور پھر ارشاد ہوتا ہے اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ
تحقیق کہ اللہ تعالےٰ بڑا رزق دینے والا ہے اور قوت والا غرضکہ جب اللہ جل جلالہ
وعم نوالہ نے روزی پونہچانے کا وعدہ بقسم فرما لیا تو اب پھر کیا شبہ باقی رہ گیا
اللہ تعالےٰ کا وعدہ یونھین نہین خلاف ہو سکتا نہ کہ بقسم ارشاد فرمانا بڑے افسوس
کی بات ہی کہ ہم اپنے معبود حقیقی اور پروردگار برحق کے ارشاد پر اعتماد نکرین اور اُسکے
فرمانے کو سچا نسمجھین جبکہ یہ آیت شریف وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ
وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ نازل ہوئی فرشتون نے کہا بنی آدم ہلاک ہوئے

اِسواسطے کہ اپنے پروردگار کو غصہ دلایا اُسکے فرمانے پر یقین نکیا حتی کہ اُسنے رزق
پونہچانے پر قسم کھائی اصل یہ ہے کہ جب تک یقین نہین آتا کچھ نہین ہوتا اور جب یقین
کامل آجاتا ہے سب کچھ ہوجاتا ہے اللہ جلشانہ کے وعدہ پر سچے دل سے یقین لائے
اور اُسکو پورے پورے اعتقاد کے ساتھ صحیح سمجھنے کے باب مین ایک بزرگ کی
حکایت ہم اِس مقام پر لکھتے ہین طالب اے مولیٰ اگر اِسکو دیدہ بصیرت اور بینائی
عقیدت سے دیکھے گا تو یہی ایک حکایت اُسکے یقین کے واسطے کافی ہوجائیگی
اور پھر اِس معاملے مین کسی طرح کی لغزش اُسکے قریب نہ آنے پائیگی حضرت مرشد علیہ الرحمہ
فرماتے تھے کہ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کی اثناے راہ مین ایک عالم صاحب کا گزر ہوا ایک
بدّو نے اپنے دستور کے موافق اِنکو گھیر کر کہا کہ جو کچھ اسباب آپکے پاس ہے اُسکو رکھ دیجیے اور
آپ راستہ لیجیے اُنھون نے کہا کہ تو کس دعوے پر یہ کہتا ہے حق و ناحق کچھ سمجھتا ہے
اُسنے کہا کہ خدا نے یہی حیلہ ہمارے رزق کا کیا ہے لوٹ مار کر کھانا تقدیر مین لکھدیا ہے
اُنھون نے جواب دیا کہ تو غلط سمجھا ہے اللہ جل شانہ روزی رسانی کے بارہ مین ارشاد فرماتا ہے
وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ یعنے آسمان مین رزق تمھارا ہے اور وہ چیز جسکا
تمکو وعدہ دیا ہے یعنے ثواب آسمان پر روزی کا ہونا اس سے مراد یہ ہے کہ لوح محفوظ جو کہ
آسمان پر ہے اور اُسمین تمام بندون کی روزی لکھدی گئی ہے یعنے جسطور سے
جسقدر روزی جس بندہ کی تقدیر مین لکھدی گئی ہے وہ جہان کہین اور جس حال
مین ہوگا برابر پونہچے گی یہ سنتے ہی اُس بدو نے کہا واللہ مین ہرگز اِس کلام صداقت
نظام سے واقف نہ تھا مین نے ناحق اپنی لاعلمی سے بندگان خدا پر جور و جفا کیا اور
مواخذۂ عظیم اِس خطا کا اپنے سر پر لیا یہ کہکر صدق دل سے تائب ہوا اور اُسی جگہ

بیٹھ گیا اور کہا کہ جب اللہ تعالےٰ خود ہی ہماری تکفّل ذمہ دار ہے تو اسکی جستجو اور تلاش
مین دربدر پھرنا محض بے سود و بیکار ہے جب ہادی برحق نے اُسے نیک راہ پر
قدم مارنیکی توفیق عطا فرمائی تو عالم صاحب نے نجات پاکر اپنی منزل مراد کی راہ لی
پیشتر چند روز اللہ تعالےٰ نے اُسے آزمایا جب کامل طور پر قانع اور صابر پایا تو اُسکی روزی
رسانی کا یہ سامان کیا کہ ہر روز دونون وقت صبح و شام ایک پیالہ چاندی کا قورمہ مرغن
سے لبریز مع دو گردہ نان گرما گرم و مع کوزہ آب خوش ناب کے آتا تھا وہ اُسے کھا
پی لیتا اور اُس پیالہ چاندی کو اُٹھا کر جنگل مین پھینک دیتا چند عرصہ کے بعد جب ان عالم
صاحب نے سفر سے مراجعت فرمائی اور اُس جگہ پر پہونچنے کی نوبت آئی دیکھا تو اُسے
اُسی جگہ بیٹھا ہوا یاد الٰہی مین مصروف پایا جب اُسنے اُنکو دیکھا نہایت خوش ہوا اور کمال
درجہ اُنکی تعظیم و تکریم بجا لایا اُنھون نے بسر اوقات کا حال استفسار کیا اُسنے سرگذشت
واقعی کو بیان کر کے کہا کہ اگر کبھی کوئی مسافر یہان گذر فرماتا ہے تو اُسکا حصہ بھی اللہ جلشانہ
اُسی طرح پونہچاتا ہے حتیٰ کہ جب شام ہوئی تو اُسی طرح دو پیالے چاندی کے با شوربا ے
مرغن مع دو گردہ نان و کوزۂ آب خوش ناب کے آیا دونون صاحبون نے لیکر نوش فرمایا
اس متوکل باخدا صوفی سینہ باصفا نے اپنے دستور کے موافق اُس پیالہ کو اُٹھا کر
جنگل مین پھینک دیا اور عالم صاحب نے بعد فراغ طعام بخیال خام ناعاقبت انجام
اپنا پیالہ اپنی بغل مین دبالیا اور دل مین یہ خیال کیا کہ اسقدر زمانہ اِس بدو کو یہان گذرا ہے
صبح و شام ہر روز دو پیالے اسی طرح آتے ہین اور یہ اسی طرح جنگل مین پھینک دیتا ہے
یقیناً بکثرت جمع ہونگے چلتے وقت جہانتک ممکن ہوگا اُٹھا لین گے اے مسلمانون
زرا معاملۂ یقین کو دیکھو اور غور کرو کہ جس شخص کی رشد و ہدایت سے ایک گم و گشتۂ بادیۂ ضلالت

شاہراہ عزا اور طریقت مُبرا پر آگر باصدق ویقین ایسا متوکل کامل ہو جائے کہ کسی طرح سے
خطرۂ باطل اُسکے دلمین راہ نپائے اور وہ ہدایت کنندہ صدق ویقین کی راہ سے
برگشتہ ہو کر ایسے خیالات فاسد اپنے دل مین لائے پس معلوم ہوا کہ اُن عالم صاحب کا
بیان فقط زبانی تھا باوجود حصول علم کے اللہ تعالےٰ کے وعدہ پر بالاستیعاب یقین نہ
تھا اگر پورا پورا الیقین ہوتا تو کبھی ایسے خیالات فاسد کا خطرہ بھی دلپر نگذرتا اور اُس بدو کو
باوجود جاہل ہونیکے اللہ جل شانہ کے ارشاد پر یقین کامل حاصل تھا مثل مشہور ہے
کہ گرو گُڑ رہے اور چیلہ شکر ہو گئے حاصل کلام بعد فراغ طعام اُس بُدو نے عالم
صاحب سے پوچھا کہ اُس آیت شریف یعنے وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ کے آگے
بھی اللہ جل شانہ نے کچھ ارشاد فرمایا ہے کہا ہان اللہ تعالےٰ بندون کے یقین کے واسطے
فرماتا ہے فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ یعنے قسم ہے
آسمان وزمین کے رب کی بیشک وہ حق ہے جو مذکور ہوا روزی اور ثواب کے باب مین
مثل اُسکے کہ تم بات کرتے ہو یعنے جس طرح سے تمھاری زبان سے بات نکل کر پھر منھ کی
طرف کبھی نہین لوٹتی اسی طرح میرا وعدہ کبھی خلاف نہین ہو سکتا جب عالم صاحب نے
یہ آیت شریف پڑھی تو بدو نے خیال کیا کہ شاید بعضے بندے اللہ تعالےٰ کے ایسے بھی
ہین جو کہ اُسکے ارشاد کو سچا نہین سمجھتے تو اُنکے یقین کے واسطے اللہ تعالےٰ نے قسم
کھائی اِس خیال کے آتے ہی ایک آہ سرد کھینچی اور کہا کہ ہمکو تو یونہین اُسکے ارشاد پر
یقین ہے قسم کھانیکی کیا ضرورت تھی یہ کہکر تڑپا اور گرتے ہی جان بحق تسلیم ہو گیا
عالم صاحب یہ سانحہ دیکھکر حیرت مین آئے اور اللہ تعالےٰ کے اُس عاشق صادق
پر بہت بڑا افسوس کرکے اپنی تنہائی پر بہت گھبرائے اور اپنے دلمین کہا کہ اِس تنہائی

مین اسکی تجہیز وتکفین کی کیا فکر کرون پھر یہ خیال کیا کہ پہلے جنگل مین چلکر چاندی کے
پیالون کو چن لیجیے بعد ازان کہین آبادی مین جاکر اسکی تجہیز وتکفین کی فکر کیجیے غرضکہ جب
جنگل مین پیالون کو تلاش فرمایا تو ایک پیالہ بھی نظر نہ آیا مجبور اپنے پیالے کے فروخت
کرنیکی بنیت سے قدم آگے بڑھائے تو تھوڑی دور پر چند لوگ باسامان تجہیز وتکفین نظر
آئے اُنھون نے آگے بڑھکر سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کہان سے آتے ہین اور کدھر کو
جاتے ہین جواب دیا کہ خدا کے ایک دوست نے اِس جنگل مین انتقال کیا ہی ہمکو اُسکی
تجہیز وتکفین کا حکم ہوا ہے مختصر یہ ہے کہ عالم صاحب نے بھی اُنکے ساتھ ہو کر تجہیز وتکفین مین
شراکت کی اور بعد فراغت اپنی منزل مقصود کی راہ لی اب بغور سمجھنا چاہیے کہ جو
شخص سچے دل سے اللہ تعالی کی راہ مین قدم مارتا ہے اور اُسکے ارشاد پر اعتقاد
صحیح رکھتا ہی تو اللہ جل شانہ دونون جہان مین اُسکا حامی و مددگار ہو جاتا ہی دیکھیے
کہ وہ بندہ صدق دل اور یقین کامل کے ساتھ اُسکی ذات پر اعتماد کرکے بیٹھا تو اُسنے
کیسی اُسکی خبر لی دونون وقت کھانا پکا پکایا عمدہ سے عمدہ اُسکے لیے آتا تھا اور وہ
اُسکو تناول کرکے اللہ جل شانہ کا شکر بجالاتا تھا اور بعد انتقال بھی کیسی خبر لی کہ اپنے
بندگان خاص کو اُسکی تجہیز وتکفین کے واسطے بھیجا یقیناً وہ ابدال ہونگے۔ حضرت
والد ماجد علیہ الرحمہ اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا شاہ نجات اللہ محب صادق قادری
قدس اللہ سرہ الاصفی کے توکل کی کیفیت مین ارشاد فرماتے تھے کہ آپ ابتدا مین
فارغ التحصیل ہونیکے بعد نوکری کیا کرتے تھے ایک روز تعمیر مکانکی ضرورت سے ایک
درخت نیب کا کٹوا رہے تھے اور وہ درخت بالکل بے داغ تھا یعنے کوئی سوراخ
و دراڑ وغیرہ اُسمین نہ تھے جب وہ تراشا گیا تو دیکھا کہ اُسکے بیچ مین ایک کیڑا بیٹھا

ہوا ہے اور اُسکے روبرو ایک ڈھیلی گڑ کی رکھی ہوئی ہی وہ اُسکو چاٹ رہا ہی یہ کیفیت
دیکھتے ہی آپکو آیت شریف وفی السماء رزقکم وما توعدون یاد آئی اور یقین کامل ہوگیا
کہ پروردگار عالم نے اِسی کلام ہدایت نظام کی تصدیق کے لیے مجھے اپنی قدرت کاملہ
کا یہ کرشمہ دکھایا اُسیوقت سے پورا پورا توکل اختیار فرمایا اب ذرا دیکھیے کہ ہمارے حضرت
کے اِس ارشاد کی تصدیق خلاصۃ التفاسیر کا مضمون کیسے زور وشور سے کر رہا ہی بحوالہ
تفسیر کبیر لکھتے ہین کہ جب موسیٰ علیہ السلام اپنی بی بی صاحبہ کو بحالت دردزہ جنگل مین
تنہا چھوڑکر آگ لینے گئے اور کوہ طور پر کلام آلٰہی کے سُننے سے مشرف ہوئے تو بوا
بشریت دلپر یہ خطرہ گذرا کہ معلوم نہین اُس بیچاری پر کیا گذر رہی ہوگی فوراً اُس
خیال کے ساتھ ہی ارشاد ہوا کہ اے موسےٰ ایک پتھر پہ عصا مار عصا مارتے ہی پتھر مین ایک
شگاف ہوا اور اُسکے اندر سے ایک پتھر برآمد ہوا ارشاد ہوا کہ اِسپر بھی عصا مار جب عصا مارا
تو وہ پتھر پھٹ گیا اور اُسکے اندر سے دوسرا پتھر برآمد ہوا ارشاد ہوا کہ اسپر بھی عصا مار جب
عصا مارا تو وہ پتھر بھی شق ہوگیا اور اُسکے اندر سے بھی ایک پتھر نمودار ہوا دیکھا تو اُسپر
ایک کیڑا چیونٹی کے برابر بیٹھا ہوا ہے کوئی چیز غذا کی قسم سے اُسکے مُنھ مین دبی ہوئی ہی
اور وہ اُسکو کھا رہا ہے پھر آپکے سمع مبارک سے حجاب اُٹھا دیا گیا سُنا کہ وہ کیڑا کہتا ہے
پاک ہی وہ جو مجھے دیکھتا ہے اور میری بات سُنتا ہے اور مجھے یاد رکھتا ہے بھولتا نہین

فائدہ اِس قدرت کے نمایان کرنے مین مصلحت یہ تھی کہ اے موسےٰ ہم ایسے رزاق مطلق
کریم وکارساز وبندہ نواز ہین کہ پتھر اور پتھر کے اندر جب اپنی مخلوق کی خبر لیتے اور اُنکو
رزق پہونچاتے ہین تو جنگل و بیابان مین جہان کسی آدمی کا نام ونشان نہو اگر تمھاری
بی بی کی خبر لین تو ہم سے کیا بعید ہے - خلاصۃ التفاسیر مین یہ بھی مرقوم ہے کہ جب

حضرت ابو موسیٰ اور ابو عامر و ابو مالک چند اشعریوں کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ
مین پونہچے تو کھانیکی قسم سے کوئی چیز باقی نہین رہی تھی اپنے ساتھیون مین سے ایک
شخص کو آپ کے حضور مین بھیجا کہ اسکی اطلاع کرے جب وہ شخص حضور مین آیا تو دیکھا کہ آپ
آیت شریف وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا الخ کی تلاوت فرما رہے ہین
دلمین کہا اشعری کیڑون مکوڑون سے اللہ تعالےٰ کے نزدیک خوار نہین ہین جب انھین
رزق دیتا ہے تو کیا ہماری خبر نہ لیگا حضور سے کچھ نکہا اور واپس آکر کہا لو فریاد رس
آگیا لوگ سمجھے کہ حضور نے کچھ وعدہ فرمایا ہے دفعۃً دو شخص آئے شوربا ے گوشت
و گردہ نان لائے سبھون نے خوب سیر ہو کر تناول کیا اور جو بچ رہا وہ واپس دیا اور کہا
کہ ہم خوب آسودہ ہو گئے پھر جب حضور مین حاضر ہوئے تو اُس کھانے کی تعریف کی
فرمایا مین نے کچھ نہین بھیجا تھا پھر سارا قصہ بیان کیا فرمایا وہ رزق اللہ تعالےٰ نے
تمھارے لیے بھیجا تھا سبحان اللہ پروردگار عالم ایسا ہی قدرت والا بندہ نواز کریم و
کارساز ہے کہ بے سان گمان اپنے بندون کو روزی دیتا اور خبر لیتا ہے **روایت**
حضرت فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی راہ مین قدم
مارا چاہے اُسکو لازم ہے کہ چار طرح کی موت اختیار کرے **مرگ** سفید **مرگ** سیاہ
مرگ سرخ **مرگ** سبز مرگ سفید بھوکھ ہے اور مرگ سیاہ وہ ہے کہ لوگ اُسکو بُرا
کہین اور وہ اُسپر صبر و ضبط کرے اور مرگ سرخ مخالفت شیطان کے یعنے شیطان
کے بہکانے سے بہک نجائے اور اُسکے جال مین نہ آجائے اور مرگ سبز ہر طرح کی
بلاؤن کا پیش آنا اور اُنپر صابر و شاکر رہنا حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ ریاض
مین فرماتے ہین بصرہ سے ایک شخص حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو گئے

آپ بیمار تھے وہ صاحب آپکے سرہانے بیٹھکر رونے لگے آپنے پوچھا تم کیون روتے
ہو اُنھون نے کہا میرے اور آپکے درمیان مین کوئی قرابت نہین ہی جسکے درد سے
روتا ہون اور نہ دُنیا کی کسی غرض سے کہ مین آپسے اُسکا طالب ہون مگر روتا ہون
اُس علم کی غرض سے جسکا طالب ہو کر آپکے پاس آیا ہون کہ مجھسے فوت ہو جائیگا
آپنے فرمایا مین تجھے تین باتونکی وصیت کرتا ہون اگر تو اُنکو یاد کرلیگا تو تجھے علم اولین
و آخرین اور ماکان و مایکون کا حاصل ہوجائیگا اول تو اللہ تعالے سے ڈر یہانتک کہ
کوئی چیز اُس سے بڑھکر تیرے نزدیک خوفناک نہو اور امید رکھ اللہ تعالے سے یہانتک
کہ تیرے نزدیک کوئی چیز اُس سے ارجی نہو اور دوست رکھ اللہ تعالے کو یہانتک کہ
کوئی اُس سے زیادہ تجھے محبوب نہو جب تو اُسپر پابند ہوگا تو تجھے علم اولین و آخرین
ماکان و مایکون معلوم ہوجائیگا طالب نے کہا اب جبتک زندہ ہونگا آپکے بعد کسی سے
کوئی بات نہ پوچھونگا طالب موﷺلے کو چاہیے کہ تلاوت قرآن مجید پر مداومت
کرے اور اُسکو جملہ عبادات پر مقدم سمجھے یعنے نوافل پر اور کبھی اِس سے غفلت نکرے
کہ یہ عبادت سب عبادتون سے اعلیٰ و افضل ہے جناب مولانا رشید احمد صاحب
گنگوہی عم فیضہ معروضۂ فقیر کے جواب مین تحریر فرماتے ہین کہ اِس تلاوت مین اگرچہ
بظاہر ابھی ہمکو کچھ نظر نہ آئی مگر قبر مین یہ برکت اِس تلاوت مقدس کے
انشاء اللہ تعالے انوار الٰہیہ چارون طرف سے گھیر لین گے یہ عاجز کہتا ہے کہ
تلاوت کا ہونا ترتیل و تجوید کے ساتھ بہت پُرضرور ہے سرعت کے ساتھ خواہ کسی تیغ
سے اگر تلاوت مین غلطی واقع ہوگئی تو گناہ عظیم مین گرفتار ہوجائیگا بلکہ بعض جگہ غلطی
کرنے سے کفر ہوجاتا ہی عیاذاً باللہ نیکی برباد گناہ لازم یہی معنے ہین اِسکا خیال ضرور

رکھنا چاہیے اور قرآن مجید تا وقتیکہ کسی ماہر قرآن کو یعنے جو شخص صحت کے ساتھ قراءت
جانتا ہو سُنا نہ لے ہرگز قصد تلاوت نکرے اکثر معلم جاگیر پیشہ بدون تحقیقات لوگون کو
قرآن مجید پڑھاتے ہین اِس قسم کے پڑھنے اور پڑھانے والے دونون گنہگار اور معصیت
مین گرفتار ہوتے ہین یہ عنایت الٰہی حضرت پیر و مرشد علیہ الرحمہ کی برکت سے کہ اِس
عاجز کو تمام و کمال قرآن مجید آپ ہی نے پڑھایا اور یاد کرایا اور سُنا دیا حضرت حافظ
قاری فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے اِس ہیچمدان کو جو کیفیت و حلاوت کلام مجید
کی تلاوت مین حاصل ہے وہ کسی دوسرے شغل مین نہوئی اللہ جل شانہ اِسکی
برکت سے اِس عاصی کی مغفرت فرمائے اور خاتمہ بالخیر کرے ابن حبان ابن مسعود
رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کرتے ہین کہ قرآن پاک ایک ظاہر اور ایک باطن اور
ایک نہایت مقام ترقی کا ہے اور یہ تینون یقین کے درجے ہین یعنے علم الیقین
و عین الیقین و حق الیقین اور اِسیکو شریعت و طریقت و حقیقت کہتے ہین اور
اِسی طرح تین قالب انسان کے ہین ناسوتی و ملکوتی و جبروتی پس اگر قرآن مجید
کے بھی تین بطن نہوتے تو اللہ تعالے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ نفرماتا
کہ مخلوق پر ظاہر اُسکا حکم جاری ہوتا اور روح و دل دونون اِسکے فیضان سے محروم
رہتے پس ظاہر انسان کا ظاہر قرآن مجید سے فیض پاتا ہی اور باطن انسان کا باطن قرآن
پاک سے حظ وافر اُٹھاتا ہی یعنے جو انسان مقید جسم ناسوتی کے ہین وہ قرآن شریف کی
عبارت اور الفاظ سے فیض پاتے ہین مگر شرط یہ ہے کہ سلیم الطبع ہون اور شیرین آواز
یعنے ترتیل اور تجوید اور لحن عمدہ کے ساتھ پڑھنا جانتے ہون اور اللہ جل شانہ کا کلام
پاک اللہ ہی تعالے کو سنائین یعنے قرآن مجید کی تلاوت مین کسیطرح کا لوث دُنیاوی

نهو نہ بغرض اِس کے کہ لوگ سُنکر خوش ہون یعنے قاری کی مدح وثنا کرین اور نہ بغرض اِسکے کہ کچھ نفع دُنیاوی پونہچے یعنے وسیلۂ معاش جیسے ماہ مبارک رمضان مین بہت حفاظ قرآن شریف اسی نیت سے نماز تراویح مین سُناتے ہین کہ ہمکو اِس سے کچھ منفعت دُنیاوی ہو یہ ہرگز نچاہیے پس جو قاری قرآن مجید محض اللہ تعالے کے واسطے پڑھتا ہے تو اللہ تعالےٰ خود سنتا ہے اور پسند فرماکر خوش ہوتا ہے اور پڑھنے والے کے ساتھ محبت کرتا ہے سبحان اللہ کیا مرتبہ ہی قاری قرآن پاک کا باقی وہ لوگ جو کہ قید ظاہر سے چھوٹے ہوئے ہین یعنے جسم ملکوتی کے ساتھ قائم ہین یعنے حسن باطن یا نور دل کے عارف ہین وہ قرآن مجید کے دل سے فیض پاتے ہین یعنے اُنکو عجائب وغرائب قرآن پاک کے نظر آتے ہین اسواسطے کہ اُنکا دل ہادی ہوتا ہے اور وہ سچا ہے جیساکہ ارشاد ہوتا ہی مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی یعنے نہ جھوٹ کہا دل نے اللہ ہی جانے کہ قرآن پاک مین اُنکو کیا کیا اسرار آلہیہ نظر آتے ہین حتی کہ دونون جہان مثل آیات قرآن مجید کے جدا اور مثل معنی قرآن پاک باطن مین ایک معلوم ہوتے ہین اور یہ مقام عین الیقین کا ہے اور جو لوگ کچھ کشف روحی رکھتے ہین یعنے روح قرآن مجید سے لطف اُٹھاتے ہین وہ مقام حق الیقین پر ہین پس درجۂ اول قرآن پاک علم اوامر ونواہی کا ہے واسطے طہارت جسم ناسوتی کے اور درجہ دوم قرآن مجید وہ علم توحید صفاتی کا ہی واسطے تصفیۂ دل کے اور درجہ سوم قرآن مجید وہ علم توحید حقیقی کا ہی واسطے تزکیۂ روح کے پس جبکو تذکیۂ دل و تذکیۂ روح حاصل ہو جائے وہی شخص طہارت مین کامل ہے اسواسطے کہ طہارت جسمی بلا تصفیہ دل و تزکیۂ روح بیکار ہے یعنے بدون اِسکے طہارت جسمانی اِن مقامات کے طے

کرنے کے واسطے کچھ کام نہین آسکتے اور دوسرا منشا تصفیۂ قلب اور تزکیۂ روح کا ایمان مین کامل ہونا ہے یعنے اگر ایمان مین نقص ہے تو بھی طہارت جسمانی کس کام آسکتی ہے واضح ہو کہ معنے علم الیقین کے یہ ہین کہ جاننا کسی چیز کا بدون دیکھے اُس کیفیت اور ماہیت کے ساتھ کہ جسمین اصلاً و مطلقاً شک و شبہہ نہو جیسے اللہ جل شانہ کی وحدانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور حضرات خلفاے راشدین کی خلافت اور حضرات اولیاء اللہ کی ولایت وعلی ہذا القیاس جس چیز کی خبر بہ تصدیق بلا شک وشبہہ سُننے جائے باوجودیکہ اُسکو آنکھ سے نہین دیکھا ہے اسکا نام علم الیقین ہے اور عین الیقین کے معنے لغوی یہ ہین کہ کسی چیز کو آنکھ سے دیکھ لینا مثلاً کسی شخص نے دور سے دیکھا کہ سامنے آگ لگی ہے یا آفتاب و مہتاب نے طلوع کیا ہے یہ درجہ عین الیقین کا علم الیقین کے درجے سے قوی ہے حسب منشاء اس مصرع کے شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۞ اور اصطلاح حضرات صوفیہ مین منشاء خاص عین الیقین کا انوار و تجلیات آلہیہ کا مشاہدہ کرنا ہے اور یہی حد عین الیقین کی ہے آگے پھر مقام حق الیقین کا ہے اور حق الیقین کے معنے یہ ہین کہ کسی چیز مین ایسا محو و مستغرق ہو جانا کہ دوئی وغیریت کی مطلق گنجائش باقی نرہے یعنے حق الیقین نام وصال حق کا ہے اور جب سالک کو اللہ جل شانہ کا وصال حاصل ہو جاتا ہے تو یہ سب چیزون کو بھول جاتا ہے اور دُنیا مافیہا سے بالکل بیخبر حتی کہ اپنے آپ کو نہین پہچانتا کہ مین کون ہون چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہین کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجرے شریف مین تنہا تشریف فرما تھے اور مین حاضر ہوئی فرمایا کون مین نے کہا کہ مین عائشہ فرمایا کون عائشہ

عرض کیا بنت ابوبکر فرمایا کون ابوبکر عرض کیا صاحب رسول اللہ فرمایا کون رسول اللہ
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ آپکے اِس ارشاد سے مجھپر
ایک حالت وہیبت طاری ہوئی اور مین حجرے سے باہر نکل آئی پھر چند عرصہ کے
بعد ایک روز مین نے موقع پاکر اُس حقیقت حال کو عرض کیا اور پوچھا کہ یہ کیا معاملہ
تھا فرمایا اے عائشہ لِی مَعَ اللہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ
یعنے ہوتا ہی میرے واسطے اللہ جل شانہ کے ساتھ ایک ایسا وقت کہ نہین گذر ہوتا
اُسمین کسی فرشتے مقرب کا اور نہ کسی نبی مرسل کا ہمارے حضرت مخدوم آفاق حضرت
سید شاہ عبدالرزاق بانسوی قدس اللہ سرہ الاصفی ایک روز مسجد شریف کے دروازے
پر تشریف رکھتے تھے کہ آپکے صاحبزادۂ والاتبار حضرت سید شاہ غلام دوست
صاحب حضور مین حاضر ہوئے حضرت نے ارشاد کیا کون عرض کیا غلام دوست
فرمایا کون غلام دوست عرض کیا سید عبدالرزاق کا بیٹا فرمایا کون عبدالرزاق
پس صاحبزادۂ موصوف فرماتے ہین کہ اُسوقت مجھپر خوف طاری ہوا اور مجھے لرزہ
آگیا پھر عندالموقع مین نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا معاملہ تھا فرمایا کہ اے بیٹا
ایسے وقت مین تم مجھسے کلام نکیا کرو **مولانا فریدالدین قدس سرہ** تذکرۃ الاولیا
مین ناقل ہین کہ ایک روز حالت جوش وخروش مین حضرت **بایزید بسطامی قدس اللہ
سرہ السامی** ایک وقت زبان حال سے کہہ اُٹھے سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ
جب ہوش مین آئے خادمون نے حال عرض کیا فرمایا کہ اب جب کبھی ایسا کلمہ
میری زبان سے سُننا تو فوراً مجھے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالنا اور اگر ایسا نکروگے تو خدا
سے سزا پاؤگے اور ایک ایک چھری سبکو حوالہ کردی کہ اُسوقت اِنھین چھریون سے

میرا کام تمام کردینا اتفاق سے پھر کسی وقت یہی کلمہ آپ کی زبان مبارک پر آیا خادمون
نے حسب الارشاد چھریان مارنے کا قصد کیا تو اُسوقت تمام گھر مین بایزید ہی بایزید
نظر آتے تھے جب وہ لوگ چھریان مارتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی
پانی پر چھری مارتا ہے پھر جب وہ کیفیت اور حالت جاتی رہی تو لوگون نے آپ سے
عرض کیا فرمایا کہ بایزید یہ ہے جسکو تم دیکھتے ہو وہ بایزید نہ تھا **حضرت رابعہ
بصری** نے لوگون کو نصیحت فرمائی کہ زبان و کان و ہاتھ و پاؤن سے اللہ جل شانہٗ
تک پہونچنے کا وسیلہ نہین ہو سکتا وہان کام دل سے ہے یعنے تمام اعضا کے ساتھ
عبادت کرنے مین ثواب بیشک ہے یا تمام اعضا کو معصیت سے روکنے مین امید مغفرت
بیشک ہے لیکن معرفت آلٰہی کا حاصل ہونا بیداری دل اور رجوع قلب پر منحصر ہے
پھر ارشاد کیا کہ دل کے بیدار کرنے مین کوشش کر جب دل بیدار ہو گیا پھر یار
کی حاجت نہین یعنے پورا بیدار وہ ہے جو حق مین گم ہو جائے اور جو اُسمین گم
ہو گیا یار کو کیا کرے پس مرتبۂ **فنا فی اللہ** یہی ہے اور فرماتے ہین کہ **عارف
وہ ہے** جو حق تعالےٰ سے دل مانگے اور جب دل دیدے تو اللہ ہی کو اُسے
سپرد کر دے تاکہ اُسکے قبضۂ حفاظت مین رہے اور مخلوق سے مخفی رہے اور جاننا
چاہیے کہ بہترین مخلوقات اہل معرفت ہین اُنمین صفت یہ ہے کہ جو شخص اُنمین سے
جس مرتبہ کے ساتھ اللہ جل شانہ کو پہچانتا ہے اُسی کیفیت اور ماہیت کے ساتھ اُسکی
عبادت کرتا ہے **اور بندہ کو چاہیے** کہ بجز اللہ جل شانہ کے کسی کام مین کسی
سے کچھ امید نہ رکھے اور نہ سوائے خدائے تعالےٰ کے کسی سے خوف کرے ہر کام
مین خدا ہی پر بھروسا کرے اور کسی امر ظاہر و باطن مین شکوہ و شکایت زبان پر

نہ آنے دے اسیکا نام تسلیم ورضا ہے اور پہچان عارف کی یہ ہے
کہ طبیعت اُسکی معاملات دینی مین متفکر رہتی ہو اور اکثر باتین اُسکی اللہ تعالے
کی مدح وثنا مین ہون اور اکثر عمل اُسکا اللہ جل شانہ کی عبادت ہو اور اکثر نظر اُسکی
صنعت حق کی طرف ہو حضرت ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک
شخص کو چھہ نصیحتین فرمائین غور سے سُنئے اور عمل کرنیکے لائق ہین حضرت فریدالدین
عطار تذکرۃ الاولیا مین ناقل ہین کہ ایک شخص حضرت ابراہیم کی خدمت مین حاضر ہوا
اور عرض کیا کہ اُس شخص نے ہواے نفسانی کی بڑی متابعت کی ہے کچھ نصیحت
فرمائی فرمایا کہ اگر تو چھہ باتین میری مان لے تو سب کام تیرے درست ہو جائین پھر
جو چاہے کر کچھ اندیشہ نہین فرمایا اول یہ کہ جب تجھسے کوئی گناہ ہو تو تو اللہ تعالے
کا رزق مت کھا عرض کیا کہ رازق تو اللہ تعالے ہے پھر کہان سے لاؤن جو کھاؤن
یعنے رزق کا پیدا کرنے والا بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی دوسرا نہین فرمایا کہ یہ بات
بہت خلاف ہی کہ جسکا رزق کھائے اُسیکی نافرمانی کرے دوسرے یہ کہ اگر تو کوئی
گناہ کرنا چاہے تو خدا کے ملک سے نکل جا عرض کیا کہ سارا ملک تو اللہ ہی کا ہے
نکل کر کہان جاؤن فرمایا کہ یہ سزاوار نہین کہ جسکے مُلک مین رہے اُسیکی نافرمانی
کرے تیسرے جب تو کسی گناہ کا قصد کرے تو ایسی جگہ کر جہان خدا نہ دیکھتا
ہو عرض کیا کہ اُس سے تو کوئی ذرہ پوشیدہ نہین فرمایا بڑے افسوس کی بات ہی کہ
جسکا رزق کھائے جسکے مُلک مین رہے اُسیکے روبرو اُسکی نافرمانی کرے چوتھے
یہ کہ ملک الموت جب تیری قبض روح کے لیے آئے تو اُس سے کہہ مجکو اسقدر مہلت دے
کہ مین توبہ کر لون کہا کہ وہ کب سُنتا ہے فرمایا کہ جب اُسپر تیرا قابو نہین تو اُسکے آنیسے

پہلے توبہ کرلے اور اُسوقت کو غنیمت جان لے پانچوین یہ کہ جب منکر نکیر قبر مین تیرے پاس آئین تو تو اُنکو ہٹا دینا کہا کہ مین کس طرح ہٹا سکتا ہون فرمایا پس تو اُنکے جواب کے لیے آمادہ رہ چھٹے یہ کہ قیامت کے دن جب حکم ہو کہ اُسکو دوزخ مین لیجاؤ تو تو کہنا کہ مین نہین جاتا کہا کہ زبردستی لے جائین گے فرمایا کہ پس گناہ مت کرنا کہ دوزخ کے جانے سے بچے اُس شخص نے یہ کلام ہدایت التیام سُنا اور کہا کہ پوری نصیحت ہو گئی اُسیوقت جملہ معصیت سے توبہ کی اور نادم ہو کر آخر توبہ پر قائم رہا اللہ تعالے سب مسلمانون کو ایسی ہی توبہ کی توفیق رفیق فرمائے **اب جاننا چاہیے** کہ اللہ تعالے نے سب سے بہتر اور عمدہ چیز جو اپنے بندہ کو عطا فرمائی وہ معرفت ہی اللہ تعالے کے خاص بندے عارف ہی ہوتے ہین **ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ** سے کسی نے پوچھا کہ **عارف کون ہے** فرمایا کہ ایک مرد ہوتا ہے بندگان خدا مین سے مگر اُنسے جُدا اور عارف ہر وقت خائف رہتا ہی اور **معرفت تین طور پر ہوتی ہے** ایک معرفت توحید کی جو عام مسلمانون مین موجود ہے یعنے اللہ جل شانہ کی وحدانیت کا سچے دل سے اقرار دوسرے معرفت حجت و بیان جسکو علما اور حکما اور اہل بلاغت و فصاحت جانتے ہین تیسرے معرفت صفات وحدانیت جناب باریتعالے جو ارباب ولایت کو حاصل ہوتی ہی اور یہ وہ لوگ ہین کہ اپنے دلون سے جمال آلہی کا مشاہدہ کرتے ہین اور اللہ تعالے اُنپر وہ چیز ظاہر کرتا ہے کہ جو تمام عالم مین کسی پر ظاہر نہین فرماتا اور کیفیت معرفت کی یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کے اسرار بذریعہ انوار حاصل کرے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے عارف کی صفت پوچھی فرمایا کہ عارف بغیر علم اور بصر اور خبر اور صفت

وکشف اور حجاب کے دیکھتا ہے اور یہ لوگ کسی گروہ مین نہین رہتے اور نہ کسی کے ساتھ
کسی قسم کا کچھ تعلق رکھتے ہین اور چونکہ اُنکو محبت حق حاصل ہو جاتی ہے جدھر
پھراتا ہے پھرتے ہین اور جو کہلواتا ہے کہتے ہین اور نظر اُنکی نظر حق ہو جاتی ہے جیسا کہ
حدیث قدسی مین آیا ہے حق تعالے فرماتا ہے کہ جب مین کسی بندہ کو دوست
رکھتا ہون تو اُسکے کان اور آنکھ اور زبان اور ہاتھ ہو جاتا ہون اور مرتبہ کمال
معرفت کا یہ ہے کہ حق تعالے کی دوستی مین گم ہو جائے - اور بندے کے واسطے
کوئی شے اِس سے بہتر نہین کہ بغیر کسی شے کے ہو یعنے نہ زہد پر بھروسا ہو نہ علم
وعمل پر جب بے ہمہ ہو گا با ہمہ خود ہی ہو جائیگا اور یہ وہ راز ہے کہ زبان قلم پر
نہین آسکتا اور جبتک اللہ جل شانہ کی محبت مین کامل نہو گا مرتبہ معرفت پر نہ پہونچے
گا اور جب بندہ خدا کو پہچان لیتا ہے تو کوئی بات بجز اُسکی یاد کے زبان پر نہین آتی
حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ السامی فرماتے ہین کہ عارف کی عبادت
کا ثواب اللہ تعالے سے خود اللہ ہی تعالے ہے اور عارف مکین کو مکان مین
تلاش کرتے ہین اور اثر پر فریفتہ نہین ہوتے اگر عرش سے تحت الثریٰ تک ایک
لاکھ آدم اور اُنکی تمام اولاد نسل در نسل بیشمار اور ایک لاکھ فرشتے مقرب مثل جبرئیل
اور میکائیل کے عدم سے عارف کے قلب مین آکر قدم رکھین تو بھی خدا ہی تعالے
کی معرفت کے مقابلہ مین معدوم سمجھے اور اُنکے آجانے سے مطلق خبردار نہو
پس جو شخص اِس مرتبہ پر نہ پونچا ہو وہ عارف نہین ہے اور فرمایا کہ جسکو اللہ تعالے
دوست رکھتا ہے اُسکو تین خصائل عمدہ عطا فرماتا ہے **ایک سخاوت** مثل
سخاوت دریا کے **دوسرے شفقت** مثل شفقت آفتاب کے **تیسرے تواضع**

مثل تواضع زمین کے اور زاہد آخرت کے بادشاہ ہین اور عارف زاہدونکے
بادشاہ ہین اور صوفی وہ لوگ ہین جنھون نے اللہ جل شانہ کو سب چیزون پر اختیار کیا ہے
اور خداوند تعالےٰ نے اُنکو تمام آدمیون مین مقبول کیا ہے حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ
سرہ العزیز سے بعد انتقال کسی نے سوال کیا کہ تصوف کیا چیز ہے فرمایا راہ خدا
مین محنت وریاضت کرنا اور آرام وآسائش کو ترک کر دینا اور صوفی وہ
ہے جو کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ دل صاف رکھے یعنے اللہ تعالےٰ کی عبادت
اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے کرے ریا وغیرہ کو مطلق اُسمین دخل نہو اور نہ کسی
چیز کی طمع اور خواہش مین اللہ تعالےٰ کی عبادت کرے یعنے دوزخ بہشت سے
کچھ سروکار نہ رکھے محض خوشنودی حق تعالےٰ ہی کے واسطے عبادت مین مشغول
رہے حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے فرمایا کہ تو اِس بات کا
خواستگار ہے کہ تو ولی ہوجائے اُسنے عرض کیا کہ ہان فرمایا کہ تو دُنیا وآخرت کی کسی
چیز مین رغبت نکر اپنے نفس کو اللہ تعالےٰ کے لیے فارغ کر دے اور بالکل اُسکی
طرف متوجہ ہوجا کہ وہ تیری طرف متوجہ ہو اور تجھسے دوستی رکھے واضح ہو کہ
صفت عبودیت کی یہ ہے کہ ہوا وہوس کا مخالف ہو اور تارک شہوات
نفسانی اور بندگی کی صفت یہ ہے کہ تو ہر حال مین اُسکا بندہ رہے جیسا کہ
وہ ہر حال مین تیرا خدا ہے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ عوام کی توبہ گناہ سے ہے اور خواص
کی توبہ غفلت سے ہے اور توبہ دو قسم کی ہے ایک توبۂ انابت دوسرے
توبۂ استجابت توبۂ انابت یہ ہے کہ بندہ بوجہ خوف عذاب کے توبہ کرے
اور توبۂ استجابت یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ سے شرمندہ ہوکر توبہ کرے اور تقوے

وہ ہے کہ مشتبہات سے بچے اور ظاہر اور باطن دونون کو گناہون سے بچائے
اور ہر لحظہ اپنے نفس سے محاسبہ کرے **فقر کی منزل اول مجاہدۂ نفس ہے**
بندہ جب تک کہ اپنے نفس پر قادر نہوگا منزل مراد کو نہ پہونچے گا جو شخص اس راہ
مین قدم مارنا چاہے اُسکو لازم ہے کہ بیشتر مجاہدۂ نفس اختیار کرے کہ بے اسکے ہرگز
چارہ نہین جب نفس قابو مین آجائیگا سب کام بن جائین گے حضرت بایزید
بسطامی قدس اللہ سرہ السامی فرماتے ہین کہ مین نے ایک مرتبہ اللہ جل شانہ کو
خواب مین دیکھا عرض کیا کہ اے پروردگار عالم تیری راہ کس طرح مل سکتی ہے ارشاد
ہوا کہ جس شخص نے نفس کو چھوڑ دیا وہ مجھ تک پہونچ گیا کتاب مذکور الصدر مین
حوالۂ قلم ہے کہ ایک مرتبہ حضرات خواجہ حسن بصری اور مالک دینار اور شقیق بلخی
رحمۃ اللہ علیہم حضرت رابعہ بصری کے پاس بیٹھے تھے اور اُسوقت گفتگو صدق
مین ہو رہی تھی یعنے **عاشق صادق** کسکو کہتے ہین حضرت حسن بصری نے
فرمایا لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَمْ یَصْبِرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاہُ یعنے وہ شخص اپنے دعوے
مین صادق نہین جو کہ اپنے مولے کی مار پر صبر نکرے حضرت رابعہ نے فرمایا کہ
اِسبات سے مادمن کی بُو پائی جاتی ہے شقیق بلخی نے فرمایا لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ
مَنْ لَمْ یَشْکُرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاہُ یعنے وہ شخص اپنے دعوے مین سچا نہین جو کہ اپنے
مولی کی مار پر شکر نکرے حضرت رابعہ نے فرمایا اِس سے بہتر ہونا چاہیے مالک دینار
نے فرمایا لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَمْ یَتَلَذَّذْ بِضَرْبِ مَوْلَاہُ یعنے وہ شخص اپنے دعوے
مین صادق نہین جسکو مولے کی مار سے لذت حاصل نہو حضرت رابعہ نے فرمایا
اِس سے بھی بہتر ہونا چاہیے تب کہا کہ اب آپ فرمایئے کہا لَیْسَ بِصَادِقٍ

فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَمْ یَنْسَ اَلَمَ الضَّرْبِ فِیْ مُشَاھَدَۃِ مَوْلَاہُ یعنے وہ شخص اپنے دعوے مین صادق نہین جو زخم کی تکلیف اپنے مولے کے مشاہدے مین بھول نہ جائے اور یہ امر کچھ استعجاب کا نہین اِسواسطے کہ زنانِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مشاہدے مین زخم کی تکلیف نہین پائی پس اگر کوئی شخص اللہ تعالے کے مشاہدے مین اِس صفت پر ہو تو کیا بعید ہے واضح ہو کہ **زُہد اصطلاح صوفیہ مین** اشیاء محبوبہ کے مباحات چیزون کے ترک کر دینے کا نام ہے یعنے آخرت کے ذوق وشوق مین دُنیا ومافیہا کو ترک کر دینا **اور خاص زاہد وہ شخص ہے** کہ اللہ تعالے جل شانہ کی ذات پاک کے سوا کل چیزون کی محبت اپنے دل سے قطعًا اُٹھا دے نعمات ولذات دُنیاوی کے علاوہ نعمات جنت یعنی حور وقصور وانہار واشجار وغیرہ کسی کی خواہش دلمین نہو فقط جناب باری تعالے کی ذات پاک کا خواستگار ہو زاہد کامل درجہ اول کا یہی ہے اور جو شخص نعمات بہشت اور دیگر لذات آخرت کے ذوق وشوق مین دُنیا کو ترک کرے وہ زاہد درجہ دوم کا ہے یہ بھی ہزار غنیمت ہے اور جو شخص دُنیا کے بعض لذات کو ترک اور بعض کو اختیار کرے تو یہ زاہد ناقص ہے یعنے زہد کا نصف مرتبہ اسکو حاصل ہوگا بوجہ نصف لذات مباحات کے ترک کرنیکے اور اگر تمام لذات کو ترک کرتا تو پورا زاہد کہلاتا خواہ لذات آخرت کی طمع مین ہو خواہ مطلق جناب احدیت کی محبت مین مثلًا کسی شخص نے مال کو چھوڑ دیا اور جاہ کو نہ چھوڑا اور غذا کے تکلفات کو چھوڑ دیا اور زینت کے بناؤ سامان کو نہ چھوڑا تو ایسا شخص پورا زاہد نہ کہلائیگا پس حاصل یہ ہو کہ دُنیا کی مباح چیزون کو ترک کرکے آخرت کیطرف مائل ہونا اِسی کا نام زہد ہے خواہ خالص اللہ ہی تعالے کیواسطے ہو خواہ نعمات آخرت کے لیے مگر درجۂ اول کا کامل زہد یہی ہے

کہ خالصاً ومخلصاً اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہو حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے
ایک شخص سے پوچھا تو چاہتا ہے کہ ولی ہو جائے کہا ہان فرمایا کہ ایک ذرہ برابر دُنیا و
آخرت کی پروا نکر اور ہمہ تن اللہ جل شانہ ہی کیطرف متوجہ ہو اور ما سوا اللہ کے مطلق
کسی سے کچھ سروکار نہ رکھ اور کھانا حلال کا کھا نہ تیرے واسطے قیام شب ضرور ہے اور نہ
روزہ دن کا اس **مقام پر دو چار حکایتین عاشقان شیدا صادق الیقین
راسخ المحبین کے لکھے جاتے ہین دیکھو عاشق صادق اور صحیح الیقین
والے یہ لوگ ہین** حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مین نے
تیس برس مخلوق کو خدا کیطرف بلایا مگر اس راہ مین جیسا کہ آنا چاہیے فقط ایک ہی شخص
آیا فرماتے ہین کہ ایک روز ایک شہزادہ مع ایک لشکر کے میری مسجد کیطرف سے گذرا اور مین
اُسوقت یہ کہہ رہا تھا کہ کوئی آدمی اُس ضعیف سے زیادہ احمق نہین جو قوی سے مقابلہ کرتے
میرا یہ کلام شہزادہ کے گوش گزار ہوا اثر ہیبت حق سے بیقرار اور عشق صادق سے وجاہ
ہو کر خود رفتہ میرے پاس آیا اور کہا کہ آپنے یہ کیا فرمایا مین نے کہا انسان ضعیف البنیان
توانا یزدان سے مقابل ہوتا ہے اور اُسکا کہا نہین مانتا یہ سُنتے ہی اُسکا رنگ متغیر ہو گیا
دوسرے روز پھر آیا اور کہا کہ راہ خدا بتایئے کچھ اور فرمایئے مین نے کہا کہ اسکے دو راستے
ہین ایک چھوٹا ایک بڑا اگر چھوٹا راستہ چاہتا ہے تو گناہ اور دُنیا اور
خواہش نفسانی کو ترک کر اگر بڑا راستہ چاہتا ہے تو ما سوا اللہ کے سبکو چھوڑ دے اُسنے کہا
مجھے بڑا راستہ چاہیے یہ کہکر چلا گیا دوسرے روز لباس شاہانہ اوتار اور کملی پہن کر آیا اور
اپنے کام مین مشغول ہوا حتی کہ درجۂ ابدال کو پہونچ گیا سبحان اللہ وبحمدہ **حضرت امام
یافعی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ریاض الصالحین مین حضرت جعفر بن**

سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک مرتبہ میرا اور حضرت مالک
بن دینار کا شہر بصرہ مین گذر ہوا اثناے گشت مین ہمنے دیکھا کہ ایک مکان عالی شان
تعمیر ہو رہا ہے اور ایک نوجوان نہایت حسین کہ مثل اُسکا روے زمین پر نظر نہین آیا
وہان بیٹھا ہوا معمارون اور مزدورون سے کام لے رہا ہے اور طرز تعمیر کا حکم دے رہا ہے
حضرت جعفر کہتے ہین کہ مجھسے حضرت مالک نے فرمایا کہ تو اس نوجوان کے حُسن اور تعمیر مکان
کی حرص کو نہین دیکھتا میرے دل مین آتا ہے کہ مین خداے عزوجل سے دعا کرون
کہ اسکو مخلص کر کے جنت کے جوانون سے کر دے پھر آپ اُسکے پاس پونہچے اور اُسپر سلام کیا
اُسنے آپکے سلام کا جواب دیا مگر آپکو پہچانا نہین پھر جب پہچانا اُٹھ کھڑا ہوا اور تعظیم بجالایا اور
پوچھا کہ آپ کس ضرورت سے تشریف لائے ہین فرمایا کہ تونے اس محل کی تعمیر مین کسقدر روپیہ
صرف کرنیکا قصد کیا ہے اُسنے کہا ایک لاکھ دینار۔ فرمایا کہ تو یہ روپیہ مجھے کیون نہین دیدیتا کہ مین
اُسکے صرف ہونیکی جگہ مین صرف کرون اور تیرے لیے اللہ جل شانہ وعم نوالہ سے اِسبات پر ضامن
ہوجاؤن کہ وہ جنت مین ایک مکان نہایت وسیع و ذیشان سونے چاندی سے بنا ہوا مع حور و غلمان
جسکا گارا مشک اور مٹی زعفران خیمہ اُسکا یاقوت کا جواہر سے جڑا ہوا مستحکم ایسا کہ نہ کبھی خراب و بوسیدہ
ہوا اور نہ کبھی کسی نے اُسکو ہاتھ لگایا ہو اور نہ کسی کاریگر نے اُسے بنایا ہو فقط اللہ جل شانہ کے کن فرمانے سے
طیار ہوا ہو تجھے عنایت فرمائے جوان نے کہا کہ آج مجھے مہلت دیجیے کل سویرے تشریف لائیے آپنے فرمایا بہتر ہے حضرت جعفر
فرماتے ہین کہ اُس روز تمام شب آپ اُس جوان کے معاملے مین فکر فرماتے رہے اور سحر کے وقت
بہت دعا کی پھر صبح ہوتے ہی آپ اُسکے پاس تشریف لے گئے دیکھا کہ وہ جوان اپنے محل کے
دروازے پر بیٹھا ہے مالک کو دیکھتے ہی شادان و فرحان بکمال خوشی کے ساتھ عرض کیا کہ کل کی
بات مین اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہین آپنے فرمایا کیا تو راضی ہے اُسنے کہا ہان پھر اُس نے

توڑے روپیوں کے منگائے اور حضرت مالک کے حوالے کئے آپ نے ضمانت نامہ لکھا
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ھٰذَا مَا ضَمِنَ مَالِكُ بْنُ دِیْنَارٍ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اِنِّیْ قَدْ ضَمِنْتُ لَكَ
عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی قَصْرًا بَدَلَ قَصْرِكَ بِصِفَتِہٖ كَمَا وَصَفْتُ وَالزِّیَادَۃُ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَاشْتَرَیْتُ لَكَ بِھٰذَا
الْمَالِ قَصْرًا فِی الْجَنَّۃِ اَفْسَحَ مِنْ قَصْرِكَ ھٰذَا فِیْ ظِلٍّ ظَلِیْلٍ بِقُرْبِ الْعَزِیْزِ الْجَلِیْلِ یعنے یہ وہ چیز ہے جسکا مالک بن
دینار ضامن ہوا فلان ابن فلان کے لیے بیشک مین ضامن ہوا اللہ تعالیٰ پر ایک محل کا تیرے
محل کے بدلے اُس صفت کے ساتھ جو مین نے بیان کی اور زیادتی اللہ تعالےٰ پر ہی اور خریدا
مین نے تیرے لیے اس مال کے عوض مین ایک محل جنت مین کہ وہ تیرے محل سے وسیع
گھنے سایہ مین عزیز جلیل کے قرب مین ہی پھر اُسکو لپیٹ کر جوان کے حوالے کیا حضرت جعفر
فرماتے ہین کہ پھر ہم وہ سب روپیہ اُٹھا لائے حضرت مالک بن دینار نے اُسکو اُسی روز
سب راہ خدا مین صرف کر ڈالا حتی کہ بمقدار ایک شب کے کھانیکے بھی باقی نہ رکھا اب کارخانہ
آلہی دیکھیے کہ ہنوز اسبات کو چالیس روز بھی نہ گذرے تھے کہ ایک روز حضرت مالک نے بعد
نماز فجر کے مسجد کی محراب مین ایک خط رکھا ہوا دیکھا کھولا تو اُسمین بخط نور یہ عبارت لکھی ہوئی
پائی ھٰذَا بَرَاءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ لِمَالِكِ بْنِ دِیْنَارٍ وَفَّیْنَا لِلشَّابِّ الْقَصْرَ
الَّذِیْ ضَمِنْتَ لَہٗ وَزِیَادَۃَ سَبْعِیْنَ ضِعْفًا یعنے یہ چٹھی ہے اللہ غالب حکمت والے کے
جانب سے مالک بن دینار کے لیے کہ ہمنے جوان کو وہ محل دیا جسکی ضمانت تونے اُسکے لیے
دی ہے اور ستر گونہ اُس سے زیادہ دیا حضرت جعفر علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ حضرت مالک چٹھی کو
دیکھکر متعجب ہوئے اور اُس خط کو لے لیا پھر ہم اور آپ اُس جوان کے مکان کی طرف چلے
جب وہان پہونچے تو دروازے کو سیاہ پایا اور ہر شخص وہان مبتلائے ماتم نظر آیا ہمنے
پوچھا کہ اُس جوان کا کیا حال ہوا کہا کل اُسکا انتقال ہوا بدریافت اِس حال کے حضرت مالک نے

غسال کو بلایا اور اُس سے استفسار فرمایا کہ تو نے اُس جوان کے غسل دیتے وقت کیا دیکھا اُس نے بیان
کیا کہ انتقال کے پیشتر اُسنے مجھسے یہ کہا تھا کہ جب مین مر جاؤن اور تو مجھے غسل دے تو میرے کفن و بدن
کے درمیان مین یہ خط رکھ دینا مین نے اُس خط کو بموجب اُسکی وصیت کے اُسیطرح رکھدیا اور اُسکو
مع خط کے دفن کردیا حضرت مالک نے اپنے پاس کا خط نکالا اور غسال کو دکھایا اُسنے دیکھتے ہی
کہا کہ قسم ہو اُس ذات پاک کی جس نے اُس جوان کو دنیا سے اُٹھا لیا یہ وہی خط ہی جسکو مین نے اُس
جوان مرحوم و مغفور کے کفن و بدن کے درمیان مین اپنے ہاتھ سے رکھا ہی بدریافت اس حال کے
حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ روئے اور لوگونکو رولایا پھر ایک جوان اُٹھا اور آپکے پاس آکر
عرض کیا کہ یا حضرت مجھسے دو ہزار دینار لیجیے اور اسیطرح میرے بھی ضامن ہو جیے آپنے فرمایا
ہیہات ہیہات جو ہونا تھا وہ ہو گیا اللہ تعالے مالک ہے جو چاہتا کرتا ہی اُسکا حکم کسی کے پھیرے
نہین پھرتا ہی حضرت مالک اکثر اُس جوان کے لیے رویا کرتے اور اُسکے لیے دعا فرماتے رحمۃ اللہ
علیہ اِس حکایت سے کئی باتین معلوم ہوئین اول یہ کہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اُن
لوگون مین تھے کہ جنکے حق مین یہ حدیث شریف وارد ہوئی ہی کہ بعضے بندے اللہ تعالے
کے ایسے ہین کہ دنیا مین اُنکا یہ حال ہے کہ بال پراگندہ گرد و غبار مین آلودہ اگر کسی کے پاس آئین
تو اُنکے آنے سے خوش نہو اور اگر نہ آئین تو کوئی اُنکی خبر بھی نہ پوچھے اگر اپنے نکاح کا پیغام بھیجین
تو کوئی اُنسے نکاح نکرے اگر کسی کی سفارش کرین تو قبول نہو اگر کسیکے دروازے پر جائین
تو دھکے کھائین کوئی کھڑے ہونیکا روادار نہو اور اللہ جل شانہ کے نزدیک اُنکا یہ مرتبہ ہے
کہ اگر خدائے عزوجل پر قسم کھا بیٹھین تو ضرور ہی اُسکو سچ کرے دوسرے حضرت مالک رحمۃ اللہ
علیہ نے فقط ایک نگاہ مین اُس جوان کو ایسا مخلص کردیا کہ اُسنے اللہ تعالے کی محبت مین
اپنا سارا مال حوالے کیا تیسرے یہ کہ جو روپیہ بڑے بڑے مکانونکی تعمیر مین صرف ہوتا ہے

اگر رضاے آلہی کے واسطے اپنے موقع پر صرف کیا جائے یعنے مساکین و مستحقین کو دیا جائے تو اللہ تعالے اُسکے معاوضے مین عمدہ عمدہ مکان مع حور و غلمان جنت الاعلی مین ایسے مرحمت فرمائے کہ کسی حال مین بوسیدہ و خراب نہون اور علی الدوام اُنکا استحکام اور قیام ایک حال پر رہے دُنیا کے مکانون مین جو روپیہ صرف ہوتا ہی واقعی ایسا شخص مفت اپنی دولت ہاتھ سے کھوتا ہی چند ہی روز مین سب مکین و مکان نیست و نابود ہو جاتے ہین ایسے کامون مین صرف کرنے والے کچھ بھی اجر و ثواب نہین پاتے ہین واے برحال ما باوجودیکہ دُنیا کی حالت و کیفیت بچشم خود برابر دیکھتے جاتے ہین مگر اُسکی محبت و حرص دل سے نہین جاتی ہے اُسکی وجہ خاص یہ ہی کہ ہم لوگ یقین کے محتاج ہین اگر پورا پورا یقین ہمارے دلونمین جم جائے تو پھر محبت و حرص دُنیا کی ہمارے قریب آنے نپائے ہم لوگونکی فقط زبانی یہ تقریر ہے یقین و اخلاص سے خالی تقدیر ہے جن لوگون نے یقین و اخلاص کا پورا پورا حصہ پایا اُنھون نے کامل طور پر دُنیا مافیہا سے ہاتھ اُٹھایا **حکایت** کتاب موصوف الصدر مین محمد بن سماک رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ موسی بن محمد سلیمان ہاشمی یہ شخص اسقدر اہل مقدرت اور صاحب زر تھا کہ بنی امیہ مین ایسا مالدار کوئی نہ تھا صاحب مال و زر ہونیکے علاوہ یہ شخص جوان بھی نہایت خوبصورت تھا اور ہر طرح کی عیش و آرام کا سامان مہیا رکھتا تھا اُسکے اصراف کی یہ کیفیت تھی کہ تین لاکھ تین ہزار اشرفی ہر سال اپنی عیش و عشرت مین صرف کرتا تھا ناچ باجے سیر و تماشے مین ہر وقت بسر ہوتی تھی شراب کے نشے مین ساری رات عورتونکے ساتھ مزے اوڑاتا تھا لطائف و ظرائف خوش طبعی اور مذاق کی باتون کا ذکر اُسکے سامنے رہا کرتا تھا کسی طرح کے رنج و غم درد دُکھ موت کا مذکور اُسکے روبرو ہونے ہی نہین پاتا تھا ایک قبہ ہاتھی دانت کا چاندی سے جڑا ہوا سونیکا پانی اُسپر پھرا ہوا خاص اپنی آرام گاہ اور خلوت کیواسطے

طیار کرایا تھا اور ایک تخت سونیکا موتیون سے جڑاؤ مرتب کرکے اُسمین بچھایا تھا اور ریشمی لباس انواع تکلفات سے مرصع پہن کر اور ایک عمامہ جسمین مروارید بے بہا جڑے ہوئے اور انواع قسم کے جواہرات ٹکے ہوئے سر پر باندھکر اُس تخت پر بیٹھتا تھا مصاحبین و ہمنشین گرد بگرد ہوتے تھے اور اُس قبہ کے سامنے ایک مجلس طیار کرائی تھی اُسمین ڈومنیان و مغنیان اور کسبیان مع اپنے سازوسامان آسائش و زینت کے ہر وقت موجود رہتین جسوقت اُسکا جی چاہتا اُنکا گانا سُنتا اور جب چاہتا اُنسے مشغول ہوجاتا غرضکہ اِسیطرح ستائیس برس یہ شخص عیش و عشرت مین مشغول رہا ایک رات اِس حالت مین بیٹھا ہوا تھا اور پچھلی رات کا وقت تھا کہ ایک آواز دردناک اُس ساز و راگ کے خلاف اُسکے کان مین آئی اُسکا اثر اُسکے دل پر پہونچا جھروکے سے سر باہر نکال کر اُس آواز کو بگوش ہوش سُننے لگا اور گانے بجانے والونکو منع کیا کہ خاموش رہو اور غلامونکو حکم دیا کہ جلد جاؤ جسکی آواز ہے اُسے میرے پاس لاؤ جب غلامون نے باہر نکل کر اِدھر اُدھر جستجو کی تو دیکھا کہ ایک مسجد مین ایک جوان نہایت دبلا پتلا باریک گردن خشک لب پریشان شکستہ حال پیٹ پیٹھ سے لگا ہوا ایک چادر باندھے اور ایک اوڑھے کہ سوا اُسکے اور کوئی چیز اُسکے پاس نہ تھی کھڑا نماز پڑھ رہا تھا اور زنبار زاری مین مناجات کر رہا تھا یہ لوگ وہان پہنچے اور بزور اُس جوان کو موسیٰ کے پاس لے گئے موسیٰ نے اپنے غلامون سے پوچھا کہ یہ شخص کہان تھا کہا ایک مسجد کے اندر نماز و مناجات مین مشغول تھا موسیٰ نے پوچھا کہ اے جوان تو کیا پڑھتا تھا کہا کہ خدای عزوجل کا کلام پاک موسیٰ نے کہا وہ کلام جسطرح تو مناجات مین پڑھتا تھا مجھے سُنا اُس جوان نے اعوذ باللہ و بسم اللہ کہکے یہ آیت شریف پڑھی اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۙ عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ ۙ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ ۚ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۙ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَ فِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ؕ وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ۙ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ بیشک نیک لوگ نعمتونمین ہین تختونپر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہین جنت کی

سیہ حورون کے جمال - پہچانی جاتی ہے اُنکے چہرون سے تازگی جنت کی اور شادابی و شگفتگی ظاہر ہو ایسی
شراب پلائی جائیگی جنپر مشک کی مہرین کی گئی ہین اور اُسمین چاہیے کہ رغبت کرنیوالے رغبت کرین
اور ترکیب اُسکی تسنیم سے ہی وہ ایک چشمہ ہی کہ جس سے اللہ جل شانہ کے نزدیکی والی پیتے ہین پھر اُسن جوان
نے موسی کیطرف خطاب کرکے کہا کہ اے مغرور تیرا یہ محل اور تیری یہ مجلس اور جھروکے وہان کے
باغات اور مکانات اور بچھونون چشمونکے سامنے کچھ بھی حقیقت نہین رکھتے اللہ تعالیٰ کے ولی وہانکے عمدہ
بچھونون اور نفیس اور اونچے تختون پر بیٹھے ہوئے وہان کے باغون اور چشمون کی سیر کرینگے اور نفیس نفیس
وعمدہ عمدہ قسم کے کھانے اور میوے ایسے کہ جنکو نہ کبھی کسی نے ہاتھ لگایا اور نہ کبھی وہ میوہ ٹوٹا ہے
اور نہ کبھی اُسکی رنگت بدلی ہی اور نہ کبھی وہ بوسیدہ ہوتا ہی اللہ تعالیٰ کے ولی بے تکلف توڑ توڑ کر
کھائین گے اور اُن کھانون اور میون مین طرح طرح کے ذائقے و مزے پائین گے اور اُن چشمون کا پانی
جو نہایت شیرین اور خوش مزہ اور خوشبودار ہے نوش فرمائین گے اور انواع طرح کی عیش و نشاط مین
رہین گے اور منکرون اور مغرورونکی جگھ دوزخ مین ہے اور وہ دوزخ ایسی ہی کہ جسکی آگ اِس آگ کو کھا
جائیگی قیامت کے روز ایسے لوگ مُنھ کے بل گھسیٹے جائینگے اور نہایت ذلت و خواری کے ساتھ
دوزخ مین جاکر انواع انواع طرح کے عذاب و عقاب مین گرفتار ہونگے اگر ایمان سے کچھ بھی بہرہ ہی تو ہزارہا
برس اُسمین رہین گے اور اگر مطلق ایمان سے خالی ہین تو ابدالآباد کو چھُٹی کبھی اُس سے نجات و مخلصی نہین
مان باپ بہن بھائی اقربا احبا کسی کو اُس روز مجال دم مارنیکی نہوگی نہ کوئی کسیکے کام آئیگا اور نہ کوئی
کسیکا پُرسان حال ہوگا نبی و ولی خاص و عام سب نفسی نفسی پکارینگے اپنی ہی نجات و مخلصی کی فکر و
اندیشہ مین غلطان و پیچان ہونگے جب اُس جوان کا یہ بیان موسے نے بگوش ہوش سُنا تو اپنی جگہ سے اُٹھ
کھڑا ہوا اور اُس ولی خدا سے معانقہ کرکے خوب رویا اور چلایا اور تمام مصاحبین و ملازمین سے کہدیا کہ
کہ میرے پاس سے چلے جاؤ اور آپ مکان کے صحن مین زمین پر ایک بوریا بچھا کر اُس جوان کے ساتھ تمام شب

بیٹھا رہا اور وہ ولی خدا اُسکو پند و نصایح کرتا رہا موسی اپنی غفلت پر روتا تھا اور آہ و نالے کرتا تھا حتی کہ اللہ جل شانہ کی جناب مین صدق دل سے تائب ہو کر سچے دل سے عہد مستحکم کیا کہ اب کبھی غفلت مین نہ پڑے اور کسی طرح کی معصیت کا قصد نکرے جب صبح ہوئی اپنی توبہ کو ظاہر کیا اور سارا مال و اسباب زر و جواہر گھر و بار دولت و ریاست لونڈی و غلام سب راہ خدا مین دیدیا جسنے آزادی چاہی اُسے بخوشی آزاد کیا اور آپ موٹا لباس پہن کر ایک مسجد مین بیٹھ گیا اور اللہ جل شانہ کی عبادت مین مشغول ہوا کبھی کبھی جو کی روٹی خشک برائے نام کھالیتا تھا اور ہردم عبادت مین مصروف رہتا تھا حتی کہ ایسا زہد و مجاہدہ نفس پر اختیار کیا کہ بڑے بڑے بزرگوار صلحا و اخیار و ابرار اُسکی زیارت کو آتے تھے اور کہتے تھے کہ زرا اپنے نفس کو آرام دے اللہ جل شانہ کریم و رحیم بندہ نواز ہی تھوڑے عمل کی بھی قدردانی فرماتا ہی زری سی مشقت مین ثواب بہت ہاتھ آتا ہی اسکے جواب مین وہ کہتا کہ اے بھائیو مین اپنے نفس کو خوب پہچانتا ہون میرے جرائم کی انتہا نہین مین نے اپنے مالک کی بڑی بڑی نافرمانیان کی ہین یہ کہکر روتا اور فریاد و واویلا کرتا اور بیقرار ہوتا چند روز اسی طرح گذرے پھر پاپیادہ بے زاد و راحلہ بیت اللہ شریف کو چلا گیا اور حج ادا کیا وہان بھی گریہ و زاری کے ساتھ اللہ تعالی کی یاد مین ہردم مشغول رہتا اور کہتا کہ ای میرے مولی مین نے کچھ تیرا لحاظ نکیا اور باعلان تیری نافرمانیان کرتا رہا اور تیرا کہا نہ مانا افسوس کہ نیکیان مجھسے دور چلی گئین اور برائیان میرے پاس رہگئین خرابی ہی میرے لیے جبکہ روز زمین تیری حضور مین حاضر کیا جاؤنگا اور خرابی ہی میرے لیے اُسدن کہ جب نامۂ اعمال میرا کھولا جائیگا اور وہ تیری نافرمانی اور گناہون سے بھرا ہوگا ای میرے مولی خرابی ہی مجھپر تیرے غصہ اور غضب سے کہ تو نے مجھپر احسان کیا اور مین نے تیرے نعمات اور احسان کو فراموش کرکے بجائے شکر کفران نعمت کیا ای میرے مولی تو میرے اعمال و افعال پر مطلع ہی مین تجھسے کس طرح اپنے حالات کو چھپاؤن اور تجھسے بھاگ کر کہان جاؤن اور سوا تیرے کس سے پناہ چاہون اور کس پر بھروسا کرون ای میرے مولی مجھے یہ لیاقت نہین کہ مین تجھسے

جنت کا خواستگار ہون محض تیری بخشش تیری رحمت تیری عنایت سے امید رکھتا ہون کہ میری مغفرت
کرے اور مجھپر رحم فرمائے بیشک تو صاحب مغفرت اور صاحب رحمت ہے غرضکہ اسیطرح سے اپنے گناہون
کی شرمندگی خجالت و ندامت مین جناب باری مین گریہ وزاری کرتے کرتے وہین مکہ معظمہ مین انتقال
کر گیا انا للہ وانا الیہ راجعون سبحان اللہ جب اللہ تعالیٰ عزوجل کی رحمت و عنایت شامل حال ہوتی
ہے تو ایسا ہی معاملہ پیش ہوتا ہے یا تو اُس شخص کے فسق و فجور آرام و راحت عیش و عشرت کا وہ
حال تھا یا تو ایک ہی شب مین اپنے تمام عیش و آرام سے ہاتھ اُٹھا کر تمام فسق و فجور سے پوری پوری
توبۂ نصوح کر کے خاصان خدا مین داخل اور عاشقان اور واصلان حق مین شامل ہو گیا واقعی
اللہ جل شانہ و عم نوالہ ایسی ہی قدرت والا ہے جسکو چاہے ایک آن مین مقبول کرے اور جسے
چاہے مردود کرے **حکایت** جناب امام ہمام علیہ السلام عالی منزلت و الا قدر کتاب
موصوف الصدر مین فرماتے ہین کہ امیر المومنین خلیفۂ ہارون الرشید کا ایک بیٹا اٹھارہ برس
کی عمر کا عابدون زاہدون کی صحبت مین بہت رہا تھا اکثر قبرستانون مین جاتا اور مردونکی جانب
مخاطب ہو کر کہتا کہ تم ہمسے پہلے تھے اور تم دُنیا کے مالک ہوئے مگر مین دیکھتا ہون کہ دُنیا نے
تمکو نجات ندی آخر تم قبرون ہی کیطرف آ گئے اے کاش مین جان لیتا کہ تمنے کیا کہا اور تمسے کیا کہا گیا
اور بہت روتا ایک روز یہ اپنے باپ خلیفہ ہارون رشید کی مجلس مین گذرا اور تر اداسرا اور رؤسا اکابر
دولت اصاغر مملکت حاضر اور یہ لڑکا صوف کا جُبہ پہنے اور صوف ہی کا عمامہ سر پہ باندھے
تھا جب حاضرین نے اُسے دیکھا تو آپسمین کہا کہ اس لڑکے نے پادشاہون مین خلیفہ کو خفیف کیا اگر خلیفہ
کی طرف سے کچھ عتاب اسپر آئے تو کیا تعجب ہے کہ حالت اسکی بدل جائے پھر اُسی وقت کسی نے خلیفہ کے حضور
مین عرض کیا کہ آپ اسکو سمجھائیے اور بطور عتاب کچھ نصیحت فرمائیے خلیفہ اُسکی طرف متوجہ ہوا اور کہا
اے میرے فرزند تو نے محتاجون کا لباس پہن کر مجھے میرے ہمعصرون مین خفیف و رسوا کیا شہزادہ

یہ سُنکر خاموش ہوگیا اور کچھ جواب نہ پایا پھر ایک مرتبہ اپنی نظر اوپر اُٹھائی دیکھا تو ایک چڑیا محل شاہی پر بیٹھی نظر آئی کہا اے چڑیا تجھے قسم ہو اُسکے حق کی جسنے تجھے پیدا کیا ہی تو میرے ہاتھ پر آجاوہ چڑیا فورًا اُسکے ہاتھ پر آبیٹھی پھر کہا اے چڑیا تو اپنی جگہ پر چلی جاوہ پھر اُسی مقام پر جابیٹھی پھر اُسنے کہا کہ اے چڑیا تجھے قسم ہی اپنے پیدا کرنیوالے کے حق کی تو امیر المومنین کے ہاتھ پر آجاوہ نہ آئی تب شہزادہ نے خلیفہ سے کہا کہ آپ ہی نے دُنیا سے محبت کرکے مجھے رسوا کیا اب مین آپسے جدا ہوتا ہون یہ کہکر چل کھڑا ہوا اور اُسیوقت بے زاد و راحلہ سفر اختیار کیا ایک جلد قرآن مجید اور ایک انگوٹھی کے سوا اُسکے پاس کچھ نہ تھا چند روز مین بصرہ پونہچا وہان معماری کا کام اختیار کیا مگر ہفتہ مین ایک ہی روز کام کرتا ایک درہم و ایک دانق مزدوری لیتا اور ہر روز ایک ہی دانق مین بسر کرتا ابو عامر بصری فرماتے ہین کہ میرے مکان کی دیوار دوسرے شخص کی دیوار کی ضرب سے گر گئی تھی مین اُسکی تعمیر کے لیے معمار کی تلاش مین نکلا دیکھا کہ ایک لڑکا نہایت ہی حسین و خوش جبین ایسا صاحب جمال بیمثال کہ اُسکا نظیر و مثل نہین دیکھا اپنے آگے زنبیل رکھی بیٹھا ہوا قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہی مین نے اُس سے بعد سلام کے کہا کہ اے لڑکے کچھ کام کریگا کہا ہان مگر یہ تو بتا کہ کیا کام مجھسے لیگا مین نے کہا کہ اینٹ گارے کا کہا اچھا ایک درہم و ایک دانق مزدوری لونگا اور نماز بھی پڑھونگا ابو عامر نے اس شرط کو منظور کیا اور مکان پر لاکر کام بتا دیا وہ کام مین مشغول ہوا اور تا شام انجام دیتا رہا ابو عامر کہتے ہین کہ جب شام کو مین وہان گیا تو دیکھا کہ دس آدمیون کا کام اُسنے تنہا کیا ہی مین بہت خوش ہوا اور اُسکے لیے دو درہم نکالے اُسنے کہا کہ مین انھین کیا کرونگا اور لینے سے انکار کیا مین نے ایک درہم اور ایک دانق بموجب وعدہ کے دیدیا وہ لیکر چلا گیا صبح کو پھر مین اُسکی تلاش مین نکلا وہ نہ ملا لوگون سے معلوم ہوا کہ بجز ہفتہ کے اور کسی روز وہ مزدوری نہین کرتا ہے مین نے اپنا کام دوسرے ہفتہ پر اُٹھا رکھا پھر دوسرے ہفتہ کو جب مین اُسکی تلاش مین نکلا تو اُسکو پہلے روز کی حالت مین پایا

مین نے اُسکو سلام کیا اور کام کے واسطے کہا اُس نے اُنھین شرائط کے ساتھ منظور کیا مین اُسے لے آیا
اور کام بتا دیا وہ کام مین مشغول ہوا مین گوشہ مین بیٹھکر اُسکا کام دیکھنے لگا وہ مٹھی بھر گارا لیکر
دیوار پر رکھ دیتا تھا پتھر خود بخود اُٹھکر چڑھ جاتے تھے مین نے اپنے دلمین کہا سبحان اللہ من جانب اللہ
حضرات اولیا واللہ کے ساتھ ایسی ہی استعانت کیجاتی ہی پھر جب وہ شام کو کام سے فارغ ہوا
مین نے تین درہم اسکے لیے تو اُسنے لینے سے انکار کیا اور نہ لیا مین نے مجبور ہوکر ایک درہم اور ایک دانق
تول دیا وہ لیکر چلا گیا تیسرے ہفتہ کو پھر مین اُسکی تلاش مین نکلا بعد دریافت معلوم ہوا کہ تین روز کے
عرصے سے ایک ویرانہ مین بیمار پڑا ہوا حالت نزع مین ہی مین یہ سُنکر وہان پونہچا دیکھا تو واقعی اُسکی حالت
زار نزع مین گرفتار ہی مین نے اُسکو سلام کیا مگر وہ ہوش مین نہ تھا پھر دوبارہ سلام کیا تب اُسنے مجھے
پہچانا اُسکے سر کے نیچے آدھی اینٹ رکھی تھی اُسکا سر اُٹھا کر مین نے اپنی گود مین رکھ لیا اُسنے منع کیا
اور تین شعر پڑھے اُنکا یہ مضمون تھا کہ اے دوست عیش و آرام کے دام مین آکر دھوکا نہ کھانا اس لیے کہ عمر
گھٹتی جاتی ہی اور عیش و آرام مٹتا جاتا ہی تجھے ایک بار اگر کسی قوم کا حال معلوم ہو جائے تو تو اُنسے پوچھا جائیگا
اور قبرونکی طرف جب کوئی جنازہ اُٹھائے جائے تو تو جان رکھ تو بھی اُسکے بعد اُٹھایا جائیگا پھر کہا اے
ابو عامر جب روح میرے جسم سے نکل جائے تو تو مجھے نہلانا اور میرے اسی جبہ مین مجھے کفنا دینا مین نے کہا کہ مین تجھے
نیا کفن کیون نہ دون کہا نئے کپڑے کیطرف زندہ زیادہ حاجتمند ہوتا ہی مُردے سے تو جلد کپڑے بوسیدہ ہو جاتے
ہین نیا پُرانہ وہان کچھ کام نہین آتا عمل نیک ہی خواہ بدہی باقی رہجاتا ہی پھر کہا کہ میرا عمامہ و زنبیل قبر کھودنے
والے کو دیدینا اور قرآن مجید و انگوٹھی تو اپنے پاس امانت رکھنا اور اِن دونونکو لیکر امیر المومنین خلیفہ
ہارون رشید کے پاس جانا اور اپنے ہاتھ سے اُنکے ہاتھ مین دیدینا اور کہنا کہ اے امیر المومنین میرے پاس ایک
مسافر لڑکے کی یہ امانت ہی اور وہ کہہ گیا ہی کہ آپ اپنے دھوکے اور غفلت کے ساتھ اس دُنیا سے نہ اُٹھنا
یہ کہکر جان بحق تسلیم ہو گیا رضی اللہ عنہ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ اکبر عاشق صادق حقیقت شناس

معرفت اسا مین تارک الدنیا طالب مولیٰ بقا باللہ فنا فی اللہ یہ حضرات ہین پادشاہون کے گھر مین پیدا
ہوئے شاہانہ ناز و نعم کے ساتھ نشو و نما پائے مگر با اینہمہ سن تمیز کو پہونچتے ہی دُنیا کو چھوڑ دیا سب
طرح کی آرام و راحت سے مُنھ موڑ لیا بچپن ہی مین مان باپ بھائی بہن اعزا و اقربا دیس و دیار گھر بار
سب سے جدا ہوئے ہمہ تن مصروف بیاد خدا ہوئے اللہ جل شانہ نے جب اپنے عاشق صادق کو اپنی محبت
مین کامل پایا تو بہت ہی جلد اٹھارہ ہی برس کے سن مین دُنیا سے اُٹھا کر اپنی دولت وصال سے مالامال
فرمایا حالانکہ اب بقیہ قصہ کے لکھنے کی ضرورت اس کتاب مین نہ تھی مگر بخیال اشتیاق ناظرین باقی حال
بھی درج ہوتا ہی الغرض ابو عامر بموجب وصیت اُس فرزند ارجمند کے قرآن مجید و انگشتری لیکر بصرے سے
بغداد کو پونہچے اور مجلسرای شاہی کا ارادہ کیا کہ اتنے مین خبر آمد سواری بادشاہ کی سُنکر ایک اونچی جگہ
پر ٹھہر گئے پیشتر ایک لشکر گذرا جسمین تخمیناً ہزار سوار تھے اسی طرح دس لشکر پیہم یکے بعد دیگرے برآمد ہوئے
اور ہر لشکر مین ہزار سوار و سوین لشکر مین خلیفہ بہت بڑے ترک اور کروفر شاہی کے ساتھ رونق افروز
تھے اللہ اکبر جل جلالہ باپ کی امارت اور تزک شاہی کی یہ کیفیت کہ گیارہ گیارہ ہزار سوار کی قطار جلو
مین اور فرزند دلبند کی وہ حالت کہ بجز ایک جبہ اور عمامہ صوف کے کوئی اثاثہ اپنے پاس نہ رکھا حتیٰ کہ
مرض الموت مین بجاے تکیہ کے آدھی اینٹ سر کے نیچے رکھے ہوئے جان بحق تسلیم ہوئے ابو عامر
کہتے ہین کہ مین نے پادشاہ کو دیکھکر باواز بلند پکارا کہ اے امیر المومنین آپکو قسم ہے قرابت جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ زرا میرے لیے توقف فرمایئے بادشاہ میری طرف متوجہ ہوا مین نے کہا
میرے پاس ایک مسافر لڑکے کی امانت ہی یہ کہکر مین نے قرآن مجید اور انگوٹھی کو پیش کر کے کہا کہ
اُسنے مجھے اس طور سے وصیت کی تھی جب خلیفہ کی نگاہ قرآن شریف اور انگوٹھی پر پڑی تو بے خودی
کے ساتھ آنسو جاری ہو گئے اور اپنے ملازمین سے کسی شخص کو حکم دیا کہ یہ شخص تیرے ساتھ رہے
یہانتک کہ مین اسکو یاد کرون المختصر جب بادشاہ اپنی دولت سرا پر پونہچا تخلیہ مین ابو عامر کو

طلب کیا دربان نے ابو عامر سے کہا کہ اگر تمکو دس یا تین کہنا ہین تو پانچ ہی کہنا پادشاہ بہت غمگین ہے زیادہ باتون سے اُسکو رنج مین نہ ڈالنا پھر جب مین سامنے گیا تو پادشاہ نے مجھے اپنے نزدیک بلایا اور پوچھا کہ تو میرے فرزند کو پہچانتا ہی عرض کیا ہان پوچھا کیا کام کرتا تھا کہا گارے پتھر کا پھر پوچھا کہ کیا تو نے اُس سے کام لیا کہا ہان فرمایا کہ تو نے اُس سے کام لیا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرابت دار تھا عرض کیا کہ پہلے مین جناب باری مین اس گستاخی کی معافی چاہتا ہون پھر آپ سے عذر کرتا ہون کہ مین اُسکے حال سے ناواقف تھا اور نہین جانتا تھا کہ وہ کون ہی مگر جب اُسنے اپنے انتقال کے وقت وصیت کی تو سمجھا مین کہ یہ امیر المومنین کا فرزند ہی پھر پوچھا کہ تو نے اُسکو اپنے ہاتھ سے نہلایا عرض کیا ہان فرمایا اپنا ہاتھ لا پھر میرا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا اور اپنے سینے پر رکھا اور بار بار بے اختیار فرماتے تھے کہ میرا باپ تجھپر قربان ہو تو نے میرے پیارے فرزند کو کس طرح کفنایا پھر کمال بحالت نے ار چند اشعار بطور مرثیہ کے پڑھے پھر اُسی حالت بیقراری مین اُٹھ کھڑے ہوئے اور بصرہ کا راستہ لیا مین ہمراہ تھا جب اُسکی قبر پہ پہونچے دیکھتے ہی غش مین آ کر گر پڑے جب ہوش آیا پھر چند اشعار مرثیہ کے پڑھے ابو عامر کہتے ہین کہ پھر جب رات ہوئی تو مین اپنے ورد سے فراغت پاکر سو رہا تو دیکھا کہ ایک نور کا قبہ ہی اور اُس قبہ پر ایک نور کا بادل ہی ناگاہ وہ بادل کُھل گیا تو دیکھا کہ وہی لڑکا پکار رہا ہی کہ اے ابو عامر اللہ تعالیٰ میری طرف سے تجھے جزائے خیر دے مین نے کہا اے فرزند تو کدھر گیا کہا ایسے رب کیطرف جو کریم ہے راضی ہے خفا نہین اُسنے مجھے ایسے نعمات عطا کیے کہ نہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھا اور نہ کسی کان نے کبھی سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اُسکا خطرہ گذرا ہو اُسنے اپنی ذات پر قسم کھائی کہ نہ اُٹھیگا دُنیا سے کوئی بندہ جیسا کہ اُٹھا مین مگر وہ اُسکی توقیر اور عزت افزائی فرمائیگا جیسا کہ عزت افزائی فرمائی میری پھر مین جاگ اُٹھا اور خوش ہوا اِسپر جو اُسنے کہا مجھسے اور بشارت دی مجھے راوی کہتا ہے کہ خلیفہ سے کسی شخص نے اُس لڑکے کا حال استفسار کیا کہا کہ یہ لڑکا میری خلافت سے قبل پیدا

ہوا تھا اُسنے اچھی طرح سے پرورش پائی اور قرآن مجید پڑھا اور علم حاصل کیا جب مین خلیفہ ہوا تو یہ مجھسے جدا ہو گیا اور میری دولت دُنیا سے اُسے کچھ نہ ملا یہ انگوٹھی اُسکی مان نے اُسے دی تھی اسکا یاقوت دولت کثیر کی قیمت کا ہی یہ اپنی مان کے ساتھ ہمیشہ احسان کرتا رہا رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ مجالس المحسنین مین حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہی کہ محمد بن حسین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ ایام حج مین مین مکہ معظمہ کے کوچون مین گشت کر رہا تھا دیکھا کہ ایک شخص ایک لونڈی کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہی رنگ اُس لونڈی کا متغیر اور جسم لاغر چہرہ انور اُسکا چمک دمک مین لاثانی پیشانی اُسکی نہایت روشن و نورانی وہ شخص بآواز بلند ندا کرتا تھا کہ کوئی خریدار ہی اس لونڈی کی قیمت بیس دینار نرخ بازار ہی جو اسپر کچھ قیمت بڑھائے وہی اسی لے جائے مین بیس دینار قیمت سُنکر ششدر رہوا اور سمجھا کہ اس دُرِ بے بہا کی یہ قیمت خالی بعلت نہین ہی مین نے کہا کہ قیمت تو معلوم ہو چکی مگر عیب ظاہر کیجیے کہا یہ لونڈی مھوسہ ہی یعنے حیران و غمگین تمام شب بیدار اور تمام روز روزہ گذار نہ کھاتی ہی نہ پیتی وحدت و تنہائی سے الفت رکھتی ہو اور گوشہ گیری سے اُنس و محبت مین اُسکے یہ عیوب مذکورہ کہ حقیقت مین صفات برگزیدہ تھے سُنکر اُسکی طرف بدل مائل ہوا اور وہی قیمت یعنے بیس دینار دیکر خرید لیا اور اپنے مکان پر لے آیا پھر جب مین اُسکی طرف آتا تو اُسے زمین کی جانب سر جھکائے پاتا ایک مرتبہ اُسنے سر اُٹھایا اور مجھسے پوچھا کہ اے میرے چھوٹے مالک تم کہان کے رہنے والے ہو مین نے کہا عراق کا رہنے والا ہون بولی کون عراق بصرہ یا کوفہ مین نے کہا نہین بصری ہون نہ کوفی پھر کہنے لگی شاید تم مدینۃ السلام بغداد کے رہنے والے ہو مین نے کہا ہان بولی واہ واہ وہ تو زُہاد اور عُبّاد کا شہر ہے مین اُسکی اِس تقریر دلپذیر پر متعجب ہوا کہ یہ لونڈی ایک حجرے سے دوسرے حجرے کی جانب ندا کی جاتی ہی اُسنے زُہّاد و عُبّاد کو کس طرح پہچانا پھر مین نے بطور مذاق کے

اُس سے پوچھا کہ اُنمین سے توکسیکو پہچانتی ہو کہا ہان مالک بن دینار بشر حافی صالح مری ابو حاتم سجستانی معروف کرخی محمد بن حسین بغدادی رابعہ عدویہ شعوانہ میمونہ اِن سکو مین جانتی ہون مین نے کہا تو نے کس طرح انکو پہچانا بولے مین کیونکر انکو نہ پہچانون واللہ یہ تو اطباے قلوب ہین یہ ہین کہ محب کو راہ محبوب کی بتاتے ہین اور اپنے ذریعہ سے اُس بارگاہ تک پہنچاتے ہین پھر چند اشعار حضرات اولیاء اللہ کی مدح مین پڑھے پھر مین نے کہا ای جاریہ مین محمد بن حسین ہون بولی بیشک مین نے اللہ تعالےٰ سے سوال کیا تھا کہ وہ مجھے اور تجھے یکجا کرے اے ابو عبداللہ بتاؤ تمھاری وہ صفت و سیرت کیا ہوئی جس سے مریدون کے دل زندہ کرتے تھے اور تمھارے کلام سے لوگونکو اشکباری اور دلون پر حالت طاری ہوتی تھی مین نے کہا وہ سیرت اپنی حالت پر موجود ہی بولے تمکو قسم ہے خدا اے عزوجل کی کہ تم اُسکے کلام پاک سے کچھ مجھے سناؤ مین نے پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ سنتے ہی ایک سخت چیخ ماری اور بیہوش ہو گئی مین نے اُسکے مُنہ پر پانی کا چھینٹا دیا ہوش مین آئی اور بولی اے ابو عبداللہ یہ تو اُسکا نام پاک ہے اگر تو اُسے پہچانے اور اُسکے دیدار سے مشرف ہو تو معلوم نہین کہ کیا حال ہو پڑھ اللہ تعالیٰ تجھپر رحمت کرے مین نے یہ آیت پڑھی اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ، بولی اے ابو عبداللہ ہمنے نہ کسی وثن کو پوجا اور نہ کسی صنم کا بوسہ لیا پڑھ اللہ عزوجل تجھپر رحم فرمائے مین نے پڑھا اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ، بولی ای ابو عبداللہ تو نے نا امیدی کو اپنے نفس پر لازم کر دیا تو تو اپنے دل کو خوف و رجا کے درمیان مین آرام دی پڑھ تجھپر خدا اے عزوجل رحم فرمائے مین نے پڑھا وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ پھر یہ آیت پڑھی

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ بولے وَاشَوْقَاهُ اِلٰى لِقَائِهٖ يَوْمَ يَتَجَلّٰى لِاَوْلِيَائِهٖ
پڑھ پروردگار عالم تجھپر رحم فرمائے مین نے پڑھا يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ
وَّاَبَارِيْقَ وَكَأْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ اِلٰى قوله لِاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ
بولی ای ابو عبد اللہ مین تجھے دیکھتی ہون کہ تو نے حور عین سے منگنی کی پھر کچھ انکے مہر مین سے
بھی تو نے دیا مین نے کہا تو مجھے بتا مین تو مفلس ہون کہا تو اپنی جان پر شب کا قیام اور دن کا روزہ فقرا
و مساکین کی محبت لازم کرلے پھر اُسنے چند اشعار ترغیب مجاہدۂ نفس مین پڑھے اور بیہوش ہوگئی
مین نے اُسکے منہ پر پانی چھڑکا اُسے ہوش ہوا پھر اُسنے یہ مناجات پڑھی ؎ اِلٰهِي لَا تُعَذِّبْنِي
فَاِنِّيْ ∴ مُقِرٌّ بِالَّذِيْ قَدْ كَانَ مِنِّيْ ∴ فَكَمْ مِنْ زَلَّةٍ لِيْ فِيْ خَطَايَا ∴ غَفَرْتَ وَاَنْتَ
ذُوْ فَضْلٍ وَّمَنٍّ ∴ يَظُنُّ النَّاسُ بِيْ خَيْرًا وَّاِنِّيْ ∴ لَشَرُّ النَّاسِ اِنْ لَّمْ تَعْفُ
عَنِّيْ ∴ وَمَالِيْ حِيْلَةٌ اِلَّا رَجَائِيْ ∴ لِعَفْوِكَ اِنْ عَفَوْتَ وَحُسْنَ ظَنِّيْ ∴
پھر اسکے بعد اُسے غش آگیا مین اُسکے نزدیک گیا دیکھا تو وہ مردہ تھی رحمۃ اللہ علیہا مین اُسکے
انتقال سے بہت غمگین ہوا پھر بازار گیا تاکہ اُسکی تجہیز و تکفین کی فکر کرون جب وہان سے پلٹ
کر آیا تو اُسکو اس حالت مین پایا کہ وہ کفنائی خوشبو لگائی ہوئی رکھی ہی اُسپر دو حلّے سبز جنت کے حلّون سے
تھے اُسکے کفن پر بخط نور دو سطرین مسطور تھین پہلی سطر مین لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
مرقوم تھا اور دوسری سطر مین اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
منقوش پھر مین نے اور میرے یارون نے اُسپر نماز پڑھی اور دفن کیا اور مین نے اُسکے سرہانے
بیٹھ کے سورۂ یٰسین پڑھی اور آنکھون سے رویا دل سے رنجیدہ مسجد کو چلا آیا دو رکعت نماز پڑھکر
سو رہا خواب مین دیکھا کہ وہ لونڈی جنت مین سندس اور استبرق کے حلّے پہنے ہوئے زعفران
کے چمن مین سیر کنان ہی اور اُسکے سر پر در و جواہر کا مرصع تاج ہی پاؤن مین سرخ یاقوت کی جوتیان

ہین مشک و عنبر کی خوشبو اُس سے آرہی ہے چہرہ اُسکا مانند ماہ تابان اور آفتاب درخشان کے
روشن و پُرنور ہے سراپا بخشش و عنایت الٰہی کا ظہور ہے مین نے کہا اے جاریہ بتا تجھے یہ مرتبہ
کس عمل سے ہاتھ آیا بولی فقرا و مساکین کی محبت استغفار کی کثرت مسلمانون کی راہ سے
ایذا کی چیز اُٹھانے سے مجھے یہ مرتبہ ہاتھ آیا پھر یہ اشعار پڑھنے لگی ؎ طُوبٰی لِمَنْ سَهِرَتْ فِي
اللَّيْلِ عَيْنَاهُ ؀ وَبَاتَ ذُوقَلَقٍ فِي حُبِّ مَوْلَاهُ ؀ وَنَامَ يَوْمًا عَلَى تَفْرِيطِهِ وَبَكَى ؀ خَوْفًا لِمَنْ
قَدْ جَنَاهُ مِنْ خَطَايَاهُ ؀ وَقَدْ يَرْعَى نُجُومَ اللَّيْلِ مُنْفَرِدًا ؀ خَوْفَ الْوَعِيدِ وَعَيْنُ اللهِ تَرْعَاهُ ؀
سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی سلطنت چھوڑنے اور راہ خدا مین قدم مارنے اور مجاہدۂ
نفس اور ریاضت و مشقت کی کیفیت اظہر من الشمس ہے تذکرۃ الاولیا مین حضرت مولانا
فریدالدین ناقل ہین کہ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ جب سے آپ نے
سلطنت چھوڑی ہے کبھی خوش بھی ہوئی ہو فرمایا چند بار ایک مرتبہ دریا مین کشتی پر مین سوار تھا
حجامت میری بڑھی تھی بال پراگندہ کپڑے نہایت بوسیدہ اور وہان کوئی مجھے پہچانتا نہ تھا
لوگ میری حالت پر ہنستے تھے اور اُس کشتی مین ایک مسخرا تھا بار بار وہ آتا اور میرے دھولین
لگاتا اور میرے سر اور ڈاڑھی کے بال پکڑ کر اکھیڑتا اور قہقہے مارتا اُسوقت مین نے اپنے نفس کو
اپنی مراد پر پایا اور اُسکی ذلت و خواری سے خوش ہوا پھر اُسی حال مین دریا موجین مارنے
لگا کشتی کے غرق ہوجانیکا خوف ہوا ملاح گھبرائے اور کہا کہ بے اسکے کہ کوئی شخص کشتی سے
دریا مین ڈال دیا جائے چارہ نظر نہین آتا لوگون نے مجھے تجویز کیا اور ایک شخص نے میرے
دونون کان پکڑ کر چاہا کہ دریا مین پھینک دے کہ اسمین موج موقوف ہوگئی اُسوقت بھی مین
اپنے نفس کی ذلت سے خوش ہوا اور ایک مرتبہ حالت مسافرت مین شب کے وقت مین ایک مسجد
مین پونہچا ضعف و نقاہت اور نیز بوجہ ماندگی راہ کے مجھے قدم اُٹھانا اور مسجد سے باہر جانا

دشوار تھا اسی خیال سے مین نے چاہا کہ تھوڑی دیر آرام لے لون لوگ مانع آئے اور درپے میری
اذیت کے ہوئے جب مین لیٹتا میری ٹانگ پکڑکے گھسیٹتے اور مسجد سے نیچے ڈال دیتے اُس
مسجد کے تین پائے تھے ہر پائے سے میرا سر ٹکر کھاتا اور ایک مقام منکشف ہوتا مین خوش ہوتا
اور کہتا کہ کاش مسجد کے پائے اور ہوتے اور ایک مرتبہ لوگون نے مجھے گرفتار کیا اُنھین
لوگون مین ایک مسخرا تھا وہ آتا اور میرے اوپر پیشاب کرتا مین اپنی ذلت سے خوش ہوتا
اور ایک مرتبہ میری پوستین مین جوین بکثرت پڑگئین اور وہ مجھے کاٹتی نہین اُسوقت نفس
ریشمی لباس بنانا نہ یاد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کیا تکلیف تو نے گوارا کی ہے اسپر مین خوش ہوتا تھا
بہرحال ان حکایات صادقہ کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ مین قدم
مارے تو ان بزرگواران دین کے حالات پیش نظر رکھے کیونکہ اسکے ہرگز چارہ نہین حاصل مطلب
اسکا یہ ہے کہ جب تک پوری طور سے مجاہدۂ نفس اور بربادی اور خاکساری اختیار نکرے گا
ہرگز مقصد پر نہ پونہچے گا شیخ حسن علی صاحب مرحوم ہمارے حضرت علیہ الرحمہ کے عاشق و
صادق فرماتے تھے کہ ایک درویش صاحب کمال کے ایک ہی بیٹا تھا وہ لہو لعب مین مشغول
رہتا اِس جانب ہرگز التفات نکرتا ہرچند کہ کئی مرتبہ شاہ صاحب نے کہا کہ بیٹا جو کچھ میرے پاس ہے
لے لو مگر اُس نے کچھ پروا نکی حتی کہ شاہ صاحب انتقال فرما گئے چند عرصہ کے بعد جب اُسکی
طبیعت من جانب اللہ مائل بتلاش راہ مولے ہوئے تو اُسنے بڑے افسوس کے ساتھ اپنی ماں
سے اپنے ذوق و شوق کا حال ظاہر کیا اُسنے کہا بیٹا گھبراؤ نہین فلان مقام پر ایک بزرگ
رہتے ہین وہ تمھارے ہی باپ کے مرید اور خلیفہ و تعلیم یافتہ ہین تمھارے والد نے جب تمھاری
طبیعت اِس جانب راغب نہ پائی تو اپنی نعمت اُنکو عطا فرمائی چونکہ اُسکے دل مین ذوق و
شوق پیدا ہی ہوچکا تھا یہ فوراً اُن درویش کی خدمت مین جا حاضر ہوا اور اپنا پتا و نشان

بتایا شاہ صاحب کمال ادب کے ساتھ بمہربانی پیش آئے اور فرمایا جو کچھ مجھے آتا ہی سب آپ ہی کا ہی
مگر حال یہ ہی کہ آپ جب تک مجاہدۂ نفس کما حقہ نفرمائین گے اِس راہ مین قدم رکھنے کا یارا
نہ پائین گے پھر پورے چالیس روز کی چلہ کشی کا حکم دیا اور ارشاد کیا کہ تیسرے چوتھے روز
ایک خرمے سے افطار کرنا اور دو گھونٹ سے زیادہ پانی نہ پینا غرضکہ اِسنے ایسا ہی کیا جب
چالیس روز پورے ہوئے تو شاہ صاحب نے اُسکو اپنے سامنے بلایا اور مہترانی سے ارشاد فرمایا کہ
تو غلیظ کا ٹوکرہ لیکر اِسکے برابر ہو کر نکل جا جیسے ہی وہ اِسکے برابر ہو کر نکلی ویسے ہی اُسنے
کمال غصہ سے کہا کہ او بے ادب مردار خوار مجھ مین طاقت نہین ہے ورنہ اتنے جوتے مارتا
کہ سر گنجہ ہو جاتا شاہ صاحب نے فرمایا کہ ابھی آپکا نفس آپ پر غالب ہے جایئے پھر اُسی طرح چلہ
کشی کیجیے تیسرے چوتھے روز دو ایک خرمہ کھا کر دو گھونٹ پانی پیجیے گا اس سے زیادہ
کھانے کا ہرگز قصد نہ کیجیے گا آخرکار چالیس روز کے بعد شاہ صاحب نے پھر انکو اپنے روبرو
بلایا اور اُسی خاکروبن سے حکم فرمایا کہ تو اُسی طرح اپنا ٹوکرا لیکر انکے پاس ہو کر نکل جا
اِس مرتبہ جب وہ اِنکے برابر آئی تو یہ تیوری بھوین چڑھا کر رہ گئے زبان سے کچھ نہین کہا شاہ
صاحب نے فرمایا کہ ابھی آپکا نفس قابو مین نہین آیا ایک چلہ کشی اور کیجیے مختصر یہ ہی کہ تیسرے چلہ
کے بعد پھر انکو شاہ صاحب نے اپنے نزدیک بلایا اور اُس خاکروبن سے پھر اُسی طرح حکم فرمایا جب وہ
اِنکے برابر ہو کر نکلی تو اُنھون نے بوجہ ضعف و نقاحت کے یہ بات ارشاد فرمائی کہ اے بی بی
مہترانی قسم خدا کی مجھ مین طاقت نہین ہی ورنہ تمھارا ٹوکرہ اپنے سر پر رکھکر پھینک آتا شاہ صاحب
نے فرمایا کہ اب آپ اپنے نفس پر غالب ہوئے اور سچے دل سے راہ خدا کے طالب اب
آپ جس کام کا قصد فرمائین گے اُسکا انجام بہتر پائین گے غرضکہ اِس بیان سے حاصل مقصد
یہ ہے کہ جبتک پوری طور سے مجاہدۂ نفس نکرے گا ہرگز مقصد پر نہ پونہچے گا ہان بعضے

بزرگان دین نے ایسا البتہ کیا ہے کہ جب کمال کو پہونچ گئے ہین تو پھر اسقدر پابندی نفس کشی پر نہین فرمائی ہے مثلاً کھانا اگر اچھا سامنے آگیا تو کھا لیا اور اگر نہ ملا تو کچھ پروا بھی نہین علیٰ ہذا لباس و دیگر اشیاے لطیف کے استعمال کا بھی یہی حال رہا ہے اگر ملگیا تو خیر ورنہ کچھ پروا نہین اور اکثر بزرگان دین نے مجاہدۂ نفس کو ابتدا سے انتہا تک ایک ہی حال پر رکھا ہے یعنے نفس سے کسی شے کی غفلت نہین فرمائی ہے اور اُسکو تکلیف ہی دیتے رہے ہین چنانچہ حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کو دیکھا کہ آپنے اپنے مجاہدۂ نفس کو ابتدا سے تا انتہا ایک حال پر رکھا انجام کو یہان تک ترقی فرمائی کہ اسی حالت نفس کشی مین رحلت کی نوبت آئی یعنے ظاہر مین بجز ضعیف و نقاحت کے بوجہ قلت غذا و ترک دیگر اشیا کے کوئی عارضہ آپ کو نہ تھا اور حضرت جد امجد عارف باللہ مولانا شاہ نجات اللہ قدس سرہ الاصفی نے آغاز مین ایسا مجاہدۂ نفس کیا کہ کیفیت سُننے سے ہوش باختہ ہوتے ہین مگر انجام مین یہ تشدد نہ تھا آپکے مجاہدۂ نفس کی پوری کیفیت آپکے ملفوظ شریف مولفۂ عاصی مسمی نجات المومنین مین لکھی ہے حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حال مین لکھا ہے کہ ایک بڑھیا کا بیٹا آپکے حضور مین حاضری کا ذوق و شوق رکھتا تھا اور دُنیا کے کسی کام مین متوجہ نہین ہوتا آخر جب اُسکی مان نے دیکھا کہ دُنیا کے کام مین متوجہ نہین ہوتا تو یہ خود اُسکو اپنے ساتھ لیکر حضرت کے حضور مین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا حضرت یہ لڑکا حاضر ہے اُسکو اپنی غلامی مین لیجیے اور جو کچھ مناسب ہو تعلیم و تلقین فرمایئے یہ کہکر اُسے وہین چھوڑ کر اپنے گھر چلی آئی جب کبھی زیادہ غلبہ اُسکی محبت کا اپنے دل مین پاتی تو وہان جا کر دیکھ آتی ایک روز اتفاق سے جب یہ وہان پونہچی تو دیکھا اسکا بیٹا خشک روٹی چنے کی بیٹھا کھا رہا ہے اور نہایت لاغر و کمزور ہوگیا ہے اُسکا حال دیکھکر نہایت افسردہ خاطر حضرت کے حضور مین حاضر ہوئی اتفاق سے اُسوقت آپکے دستارخوان پر انواع اقسام کے کھانے

حاضر تھے اور اسمین مرغ کا سالن بھی تھا آپ تناول فرما رہے تھے بڑھیا نے دیکھتے ہی کہا واہ حضرت آپ تو یہ نعمتین تناول فرمائین اور میرے بیٹے کو خشک روٹی چنے کی کھلائین یہ سُنکر آپنے تبسم فرمایا اور ایک ہڈی اُس مرغ کی سالن سے اُٹھالی اور ارشاد کیا قم باذن اللہ وہ مرغ فوراً زندہ ہوکر اُٹھ کھڑا ہوا آپنے فرمایا اے بڑھیا جب تیرے بیٹے کو اس قسم کی دستگاہ حاصل ہوجائے گی تب اُسکو یہ کھانے جائز ہونگے اور ابھی ناجائز ہین ۔ آپ واضح ہو کہ جو جو طریقہ رشد و ہدایت کے مجھے میرے پیر و مرشد برحق نے تعلیم و تلقین فرمائے اور جن جن امور کی مجھے آپسے اجازت پونہچی اور جو جو حالات آپنے اپنی ذات مقدس پر اختیار فرمائے اور مین نے اُنکو بچشم خود دیکھا اور ان معاملات مین جو حالات ہدایت آیات جہانتک میری نظر سے گذرے اور بزرگان دین کی زبان فیض ترجمان سے میری سماعت مین پونہچے اُن سبکو مین نے اس کتاب مین یہانتک اِس نظر سے یکجا کئے کہ جو شخص راہ خدا مین قدم مارنا چاہے اُسکو لازم ہے کہ پیشتر ان سب باتون پر پوری طور سے عمل کرے بعد اسکے اذکار و اشغال مین مشغول و مصروف ہو اگر اس پابندی کے ساتھ عمل کریگا تو امید ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بہت جلد مقصد پر پونہچے گا مجھے نظر بخدا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس طریقہ کے ساتھ بموجب تحریر فقیر راہ خدا مین قدم مارے گا تو عبادت و ریاضت کی حلاوت و کیفیت سے کبھی محروم و ناکام نرہے گا اللہ جل شانہ نے بھلائی و بُرائی دونون کے اسباب پیدا کیے ہین انسان کو لازم ہے کہ ان پر نظر رکھے جس کسیکو بزرگان دین کے طریقہ پر پائے اُسکو اچھا سمجھے اور جسکو خلاف دیکھے اُسکو بُرا جانے اور کبھی اُسکے نزدیک نجائے اب یہان سے وہ اذکار و اشغال و اعمال قلمبند ہوتے ہین جنکی اجازت مجھے اپنے حضرت سے پونہچی ہے اور جنکا تجربہ مین نے بذات خود کیا ہی اور جنمین اللہ جلشانہ نے تاثیر بخشی ہے علیہ توکلت والیہ منیب فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم

چھٹا باب اذکار و اشغال خاندانیہ و ارشادیہ کے بیان مین

طالب راہ مولیٰ کو چاہییے کہ جب کوئی طریقہ ذکر و شغل کا اختیار کرے تو اُسپر کمال مستعدی اور محنت اور مشقت کے ساتھ سرگرم رہے اور انتظام یہ رکھے کہ درمیان مین کبھی ایک روز بھی ورد سے غفلت نہونے پائے اِسواسطے کہ ناغہ ہونے سے مدتون کی محنت و مشقت کا اثر زائل ہوجاتا ہے اگر کوئی وجہ ایسی سخت مثل بیماری وغیرہ کے معذور و مجبور کرے تو بحالت ناچاری اُسکا یہ خیال رہے کہ مثلاً اگر سو مرتبہ کسی شغل کا ورد رکھتا ہے تو پچاس ہی مرتبہ پچیس ہی مرتبہ دس ہی مرتبہ انتہا یہ کہ اگر پانچ مرتبہ بھی ہوجائیگا تو اثر زائل ہونے پائیگا اور یہ قید مبتدی کے واسطے ہے نہ منتہی کے لیے اِسواسطے کہ منتہی کو اِسکو ضرورت ہی نہین باقی رہتی دوسرے یہ کہ جب کسی ذکر و شغل مین مشغول ہو اگر اُسکا اثر جلدی ظاہر ہو تو فہو المراد ورنہ مایوسی ناامیدی کو اپنے دل مین راہ دیکر ترک نکرے اسواسطے کہ بعض جلد کامیاب ہوتے ہین اور بعض دیر مین اور اِسکی شرح ہم اِسی کتاب مین لکھ چکے ہین گھبرا کر مایوس ہوجانا اور ترک کردینا ہی کمبختی اور بدنصیبی کا موجب ہوجاتا ہے بس چاہییے کہ ہمت نہ ہارے اور مستعدی کے ساتھ محنت و مشقت کرتا رہے اللہ تعالےٰ اُسکا نتیجہ بہتر فرمائیگا اور مراد پر پونچائیگا

اب جاننا چاہییے کہ راہ مولےٰ کے لیے اربع منازل یعنے چار مقام مقرر کیے گئے ہین جو شخص اِن چارون مقامات کو طے کرلیتا ہے وہی سالک کامل کہلاتا ہی اور جو کوئی ان مقامات کے طے کرنے مین رہ جاتا ہی وہی ناقص کہلاتا ہے **پہلا مقام عالم ناسوت**

جسکو عالم اجسام کہتے ہین اور حضرات فقرا اِسکو عالم حیوانات کہتے ہین یعنے انسان جب تک اللہ تعالےٰ کی عبادت نہین کرتا اور پوری طور سے خداوند تعالےٰ کو نہین پہچانتا تو صفت انسانیت سے خارج اور دور اور صفت حیوانیت سے مملو و معمور رہتا ہے

اور بعض حضرات نے مقام ناسوت شریعت وعبادت ظاہری کو کہا ہے بہرحال جب طالب راہ مولے عبادت وریاضت مجاہدہ ومحنت ومشقت شاقہ کرتے کرتے اِس عالم سے گھبراجاتا ہے یعنے دُنیا مافیہا سے بیخبر تو دوسرے عالم کی رسائی کی قدرت اُسے حاصل ہوجاتی ہے اور وہ **دوسرا مقام عالم ملکوت کہلاتا ہے** یعنے انسان جب اِس جہان سے گذر کر عالم ملکوت مین پونہچتا ہے تو اُسکی ذات مین صفات ملائکہ پیدا ہوجاتے ہین یعنے تسبیح وتہلیل قیام ورکوع وسجود سب مین حلاوت مثل عبادت ملائکہ کے پیدا ہوجاتی ہے اور جس طور سے حق عبودیت ملائکہ بجالاتے ہین اسی طرح سالک بھی صفت عبودیت مین کامل ہوجاتا ہے یعنے جس صفت کے ساتھ معبود کی بندگی کرنا چاہے وہی صفت اِسمین پیدا ہوجاتی ہے پھر کوئی تردد وخطرہ باقی نہین رہتا اور مقام ملکوت پادشاہی اور پروردگاری اور عالم معنی اور عالم ارواح اور عالم غیب وعبادت گاہ ملائکہ کو بھی کہتے ہین پس جب سالک اس منزل یعنے مقام ملکوت کو پوری طور سے طے کرلیتا ہے تو پھر تیسرے مقام پر پہونچنے کے لائق ہوجاتا ہی **اور تیسرا مقام عالم جبروت ہے** یعنے عالم ارواح وعالم عظمت و جلال اسماء صفات آلہی ومرتبۂ وحدت جسکو حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہین یعنے ذوق وشوق محبت واشتیاق وطلب ووجد وسکر وسہو ومحو سب مین سالک پوری پوری طور سے صفت عاجل پر پہونچکر تعلق بمرتبۂ صفات کامل حاصل کرلیتا ہے **اور چوتھا مقام لاہوت ہے** اور یہ عالم بے نشان ہے اِسی کو لامکان کہتے ہین اور یہی مقام فنا فی اللہ ہے یعنے جب سالک اس مقام پر پہونچتا ہے تو اللہ تعالے کی ذات مقدس مین محو جاتا ہے پھر اِس جگہ نہ گفتگو ہے نہ جستجو اور نہ

آگے بیان واعلان کی گنجائش ہے کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ وَمَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَکَلَّ لِسَانُہٗ اور جناب باری سے ارشاد ہوتا ہے اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَہٰی اور بعض نے کہا ہے کہ لاہوت اصل مین لاہو الاہو ہے وحرف تا زائد عرب کا قاعدہ ہے کہ جب الفاظ متعلقہ بولتے ہین تو چیزے حذف وچیزے زائد کردیتے ہین تا کہ نا محرم حقیقت اُس حال سے محروم رہین پس لاہو نفی ہے یعنے نہین ہے تجلی صفات آلہی مگر خاص بندون کے لیے اور لفظ ہو اسم ذات ہے الاھو مگر تجلی ذات اور حق یہ ہے کہ لاھوت اصل لغت مین مصدر ہے بروزن فعلوت از لاہ جیسے رغبوت ورحموت ولاہ اصل مین لفظ اللہ ہے ماخوذ از لیہ بمعنے پوشیدن ودر پردہ رفتن تمام ہوئی پہلی جلد نجات المریدین کی چونکہ اسکی دوسری جلد کا علم سینہ بہ سینہ ہے لہذا اُسکا شائع کرنا منظور نہین ہے اطلاعًا قلمی ہوا

تمت

الحمد للہ کہ نسخۂ اکسیر خاصیت کیمیای ہدایت نور دیدۂ اہل شہود ویقین خضر سالکین مطلوب طالبین یعنی رسالۂ **نجات المریدین** مصنفۂ ذوالفضل والمعالی صاحب مدارج عالی کعبۂ توفیق مدینۂ تحقیق خلاصۂ صوفیای کاملین جناب مولانا حافظ سراج الیقین کرسوی عم فیضہ الجلی والخفی ناچیز سراپا بعنایت فتح محمد تائب کے اہتمام سے چھپکر تیار ہوگیا

در ماہ جمادی الاول

سنہ ۱۳۰۲ ہجری نبوی